درس حدیث

محمد اظہر مدنی

روزہ کی فضیلت

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: قال الله تعالیٰ كل عمل ابن آدم له الا الصيام، فانه لی وأنا أجزی به، والصيام جنة. واذا كان يوم صوم أحدكم فلا يرفث ولا يصخب فان سابه احد أو قاتله فليقل: انی امرؤ صائم. والذی نفس محمد بيده لخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك. للصائم فرحتان يفرحهما اذا أفطر فرح. واذا لقی ربه فرح بصومه (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صوم (روزہ) کے علاوہ آدم کی اولاد کے سبھی اعمال اس کے لئے ہیں اور روزہ میرے لئے ہے میں ہی روزہ دار کا بدلہ دوں گا اور روزہ (گناہوں کے لئے) ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو گناہ کا کام نہ کرے اور نہ ہی جھگڑا اور شور وغل کرے۔ اگر کوئی دوسرا آدمی روزہ دار سے فحش گوئی کرے تو فحش گوئی وبدکلامی کرنے والے سے کہہ دے کہ میں نے روزہ رکھا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ رکھنے والے کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔ روزہ دار کے لئے خوشی کے دو مواقع ہیں۔ خوشی کا پہلا موقع وہ ہے جب وہ افطار کرتا ہے اور خوشی کا دوسرا موقع وہ ہوگا جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

اس حدیث قدسی میں روزے دار کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ روزہ اللہ کے نزدیک محبوب اعمال میں ہے۔ روزہ دار کی نیت کا صحیح علم اللہ ہی تعالیٰ کو ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس حدیث قدسی میں فرمایا کہ میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ کی حالت میں روزہ دار کے علم غیب پر یقین کا امتحان بھی ہوتا ہے کوئی بھی روزہ دار تنہائی میں جا کر کھا پی کر دوسروں سے کہہ سکتا ہے کہ وہ روزہ دار ہے لیکن اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود کو دھوکہ دینے کے ساتھ دوسروں کو بھی دھوکا دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا اس کا صحیح علم ہوتا ہے کہ میرا کون سا بندہ روزہ سے ہے اور کون سا بندے روزہ اور کوئی بندہ اللہ سے اپنے شر اور راز کو چھپا نہیں سکتا۔

روزہ قیامت کے دن روزے دار کے لئے سفارش کرے گا۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الصيام والقرآن يشفعان للعبد يوم القيام، يقول الصيام ای رب، منعته الطعام والشهوة فشفعنی فيه ويقول القرآن ای رب منعته النوم بالليل فشفعنی فيه قال: فيشفعان** (رواہ الطبرانی) یعنی روزہ اور قرآن بروز قیامت بندہ کی سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اس بندہ کو دن میں کھانے پینے سے اور جنسی لذات کی تکمیل کرنے سے روک دیا تھا اس لئے اس روزہ دار کے بارے میں میری سفارش کو قبول فرما لے۔ قرآن مجید کہے گا۔ میں نے روزہ دار کو رات میں سونے سے محروم کر دیا تھا اس لئے روزہ دار کی بابت میرے سفارش کو قبول فرما۔ روزہ اور قرآن کی دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کو تقویٰ کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔ اور مومنوں سے کہا گیا ہے کہ روزہ پچھلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُون (البقرہ:۱۸۳) ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

روزے دار کے لیے رمضان کا مہینہ بہت ہی بابرکت والا ہے۔ کئی ناحیوں سے اللہ تعالیٰ اپنے مطیع وفرماں بردار بندوں پر خصوصی نوازش کرتا ہے اس لئے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے روزہ رکھنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کریں، خود بھی روزہ رکھیں۔ اور اپنے اہل وعیال کو بھی روزہ رکھنے کی ترغیب دیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سبھی کو روزہ کی فضیلت کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی الله علی النبی

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

ماہ صیام کا پیغام انسانیت کے نام

انسان ہر ماہ وسال اور ہفتہ وعشرہ اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و فرماں برداری اور تقویٰ شعاری کا مکلّف اور اس کام پر مامور ہے، بلکہ ہر لمحہ اس کا مقصد حیات ہی یہی ہے۔''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ''''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔'' (الذاریات:۵۶)

کسی نے کہا کہ ''سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر'' کسی نے کہا کہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

کسی نے کہا کہ

وہ ایک سجدہ ہے جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اور کسی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے (الخلق عیال الله)۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ احد ہے، صمد ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے اور اس کا ہمسر وکفو ہونا کیوں کر روا اور ممکن ہے؟ ایسا تو کوئی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر اور علیم وخبیر ہے۔ ذرہ ذرہ میں اسی کی خدائی ہے اور اسی کے حکم اور قدرت کی کارفرمائی ہے۔''وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ''''اللہ ہی کے لئے زمین اور آسمان کی سب مخلوق خوشی اور ناخوشی سے سجدہ کرتی ہے۔ اور ان کے سائے بھی صبح وشام'' (الرعد:۱۵)

انسان جو سب مخلوقات میں سب سے زیادہ شاندار و جاندار اور باکردار و بااختیار بنایا گیا ہے، وہ بھی تو اپنے مالک ومولیٰ جس نے اسے مقام ومرتبہ بلند، مال ومنال اور جان ومال بخشا ہے، کے لیے سب کچھ نثار کر دینے اور ہر طرح سے اس پر فدا رہنے اور ہر وقت قربانی دینے کے لیے تیار رہنے کے مبارک

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
مولانا محمد خورشید عالم
مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہٰ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
استقبال رمضان المبارک ۶
ماہ رمضان کے خصائص وفضائل ۸
ماہ رمضان: قرآن کی عملی مشق ۱۱
اعلان داخلہ (المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیه) ۱۴
پیارے نبی کی پیاری باتیں ۱۵
پندرہواں آل انڈیا ریفریشر کورس ۱۶
دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داری ۱۷
موسم کی تبدیلیاں اور اسلامی تعلیمات ۲۰
مولانا ضیاء الحسن سلفی مئوی (۱۹۵۶-۲۰۲۴ء) ۲۴
جماعتی خبریں ۳۰
اپیل ۳۱
اشتہار ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ۷/روپے
پاکستان ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

جذبے سے سرشار ہونے کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے اعتراف تقصیر وخطا کرتے ہوئے اور ''قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ''،'' آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔'' (الانعام:۱۶۲) کوعملی جامہ پہناتے ہوئے بھی یہ کہتے نہیں تھکتا کہ

جان دی دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ اس کے دل وضمیر، وجدان و وجود، ذہن و دماغ اور جسم و جان کی آواز ہوتی ہے اور پھر یہ احساس اس کے اندر اس قدر جوان اور حساس ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ دراصل اس میں میرا کیا کمال؟ اور میں اس کا مالک ہی کب تھا کہ اس میں اپنی مرضی کا تصرف کرتا؟ یہ جسم و جان، مال وآبرو اور دین وایمان سب میرے آقا ومولیٰ اور مالک وکریم کا ہے جس نے یہ سب مجھے امانت کے طور پر عطا کیا تھا، بلکہ اس سے زیادہ دقیق تعبیر تو یہ ہے کہ مجھے وہ کیا امانت ودیعت کرتا ، میں تو خود ایک امانت ہوں جو اس مالک کی مرضی کے مطابق دوسروں کے حوالہ سونپ دیئے جانے کے لیے ہمہ وقت تیار ہوں۔ اور یہی تو حقیقی معنوں میں انسانوں اور مسلمانوں کا کردار رہا ہے۔

بہت آگے گئے، باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

کیوں کہ مالک حقیقی ومتصرف فی الذات والکون تو اللہ جل شانہ ہی ہیں، ذرے ذرے میں اس کی خدائی ہے، اسی کی کارفرمائی ہے اور اسی کی کاریگری ہے اور دنیا اس کے سامنے مانند بازیچہ اطفال ہے، بلکہ لعبہ وکرہ اطفال تو بڑی چیز ہے۔ کون ومکاں اور ارض وسماء کا وجود وعدم اس کے کن فیکون کے مرہون منت ہے۔ اس کو اپنی حکمت اور ہاتھ سے آدم کو بنانا ہوا تو بڑے اہتمام سے مٹی سے اس کا پتلا بنایا اور اس میں روح پھونکی اور ازل میں ایک ہی حکم سے اور ایک ہی پیٹھ سے انسانوں کو پیدا فرما کر الست بربکم ، قالو بلی کا سماں بھی باندھ دیا اور اپنی حکمت اور رموز مملکت وملک کی دانائی وتوانائی اور عظیم قدرت کاملہ کے باوجود آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بلا کسی تعب ولغوب کے پیدا فرمایا۔ جب کسی حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا تو جو حکیموں کا حکیم اور احکم الحاکمین ہے اور جو حکمائے عالمین کو پیدا کرنے والا ہے، اس کی حکمت ورازکا کیا تقدیر وتخمین واندازہ ہوسکتا ہے؟

انسانوں میں سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو عدل وانصاف اور اعتدال ومیانہ روی کی راہ اور چال اپناتا ہے اور ظلم وتعدی کرنے سے بچ بچا کر اس دنیائے دنی سے نکل جاتا اور سرخرو ہوجاتا ہے، ورنہ جو آلائش دنیا میں ملوث رہا وہ سگان دنیا سے زیادہ جیفہ ومردار ثابت ہوا۔ ہم نے پڑھا تھا کہ ظلم کے معنی و ضع **الشئی فی غیر محله** ہے۔ کسی چیز کو اسی کے خانے میں رکھ دینے کا نام عدل وانصاف اور عقل وخرد ہے اور اس کو اس کی اصل جگہ پر نہ رکھ دوسری جگہ پر رکھ دینے کا نام ہے ظلم ہے۔ اسی لیے کیس، دانا اور حکیم لوگ ہر کام کو اس کے وقت پر، اس کی جگہ پر اور اس موقع کے حساب سے کرتے ہیں، اس سلسلہ میں وقت کا مسئلہ سب سے اہم ہوتا ہے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں
سدا دور دورہ دکھاتا نہیں

دنیا کا سب سے احمق، غافل، کاہل اور نادان انسان وہ ہوتا ہے جو وقت پر کام نہ کرے، صرف تمناؤں اور آرزوؤں کو اپنا وطیرہ بنائے اور اسی میں وقت گنوا تا پھرے، اس پر پچھتائے اور کف افسوس ملے۔ یہ غفلت اور حماقت ہے اور اس سے بڑی نادانی دنیا میں کوئی ہو نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی میں کامیابی و کامرانی کے لیے جو خصوصی اوقات عطا فرمائے ہیں ان میں رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ بھی ہے۔ اس مہینہ کا کوئی بدل نہیں ہے۔ ایک طرف تو مومن کے لیے موسم بہار ہے، خوشخبری برائے انام ہے، مومنین اس ماہ مبارک کی آمد آمد سے پہلے ہی سے کمر کس کر طاعت وعبادت کی تیاری شروع کردیتے ہیں۔ زندگی کے عام مشاغل اور مسائل میں کمی کر کے بلکہ اسے سمیٹ کر اور ری ڈیوز کر کے اس ماہ مبارک کی طرف مکمل طور پر مائل ہوجاتے ہیں اور اس کا چاند دیکھتے ہی بے ساختہ رب کی کبرائی و بڑائی شروع کردیتے ہیں، کیوں کہ وہ چاند افراد ومعاشرہ، ملک وملت اور انسانیت کے لیے ایمان ایقان اور ہر طرح کے امن وسلامتی کی نوید جان فزا لے کر نمودار ہوتا ہے، چنانچہ وہ بے ساختہ پکار اٹھتا ہے۔ **اللهم اهله علينا بالامن والايمان، والسلامة والاسلام ،ربی وربک الله،هلال رشد وخير**۔ (ترمذی)

یہ ماہ قرآن ہے۔اس میں انسانیت کے لیے سب سے بڑا تحفہ اورسب سے بڑی اورآخری کتاب نازل ہوئی تھی،اس لیے بندہ مومن ماہ صیام کے سایہ فگن ہوتے ہی اس کتاب ہدی کی تلاوت اوراس میں تدبرشروع کر دیتا ہے اور بفحوائے ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِیهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ '''' ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جولوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اورحق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔'' (البقرۃ:۱۸۵) اپنی زندگی کے ہر مرحلے اور منزل میں اس کتاب سے قدم قدم پر رہنمائی حاصل کرتا ہے، اس کی واضح تعلیمات و ہدایات سے فیضیاب ہونے کی ٹھان لیتا ہے اورحق و باطل کی تمیز کرنے لگتا ہے۔یوں تو مومن ہر حال میں اپنے اعضاء وجوارح اوردل ودماغ کو قابو میں رکھتا ہے،اس کے اندرنفس پرکنٹرول کرنے کا ملکہ ہوتا ہے،لیکن ماہ رمضان اورزیادہ اس کومحتاط اور اپنے اوپر قابو پانے والا بنا دیتا ہے اور سراپا حرکت ونشاط کی کیفیت سے سرشار کردیتا ہے۔وہ منکرات وسیئات اورخطیئات سے دور رکھنے کے لیے جتن کرتا ہے۔ چونکہ روزہ کے معنی ہی ہیں کہ انسان خواہ مرد ہو یا عورت تمام رذائل اور برائیوں سے مکمل طور پراپنے آپ کوروک لے،اس لیے وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لیے دن میں روزہ رکھ کر بے شمار ولا تعداد ثواب ودرجات کا مالک وسزاوار بن جاتا ہے اوراس کی راتوں میں اٹھ کر تلاوت قرآن اور قیام کرکے اپنے پچھلے صغیرہ گناہوں کی مغفرت کا مستحق قرار پاتا ہے۔روزہ تزکیہ نفس کا اہم ذریعہ اورتقوی شعاری کا بڑاوسیلہ ہے۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ''اے ایمان والو!تم پرروزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پرصوم فرض کیا گیا تھا۔تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔'' (البقرۃ:۱۸۳)

ماہ رمضان اورروزے کا اہم فلسفہ انسانیت نوازی کے جذبے کی افزائش بھی ہے۔روزہ انسان کے اندر تکافل اجتماعی کی جوت جگاتا ہے۔بھوکے پیاسے لوگوں کی تکلیفوں اور اذیتوں کا احساس دلاتا ، شح نفسی سے بچاتا اور غریبوں کا غم خوار بناتا ہے۔لوگوں کوامن وشانتی کا خوگر بناتا ہے۔سماج ومعاشرہ سے شروفساد کومٹاتا اوراس کو پاک دل و پاک باز بناتا ہے۔

ماہ رمضان جیسے معدن سعادت وبرکات ایام و اوقات کی ضرورت اور خصوصی پیغام کی حاجت انسان کے سوا اللہ کی کسی بھی مخلوق کو نہیں ہے کیوں کہ وہ ہروقت اللہ کی تسبیح میں زمزمہ سنج اوررطب اللسان رہتے ہیں ''تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلاَّ يُسَبِّحُ بِحَمْدَهِ وَلَكِن لاَّ تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ '' ساتوں آسمان اورزمین اورجوبھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں ایسی کوئی چیزنہیں جو اسے پاکیزگی اورتعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو۔ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے۔'' (الاسراء:۴۴)

اوروہ اللہ تعالی کے کسی بھی حکم سے سرتابی نہیں کرتے ''وَلِلّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مِن دَآبَّةٍ وَالْمَلآئِكَةُ وَهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُونَ '''' یقیناً آسمان وزمین کے کل جاندار اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اورذرا بھی تکبرنہیں کرتے۔'' (النحل:۴۹)

فرشتوں کی خوئے بندگی کا بیان اس طرح بھی ہوا ہے:''لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ '''' اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جوحکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔'' (التحریم:۶)

اس لئے پیغام کی ضرورت حضرت انسان اورانسانی دنیا کو ہے جو''ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ '''' خشکی اورتری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا'' (الروم:۴۱) کے بموجب شروفساد اور بگاڑ کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے اوراس کی چیرہ دستیوں سے کوہ ودشت، شمس وقمر، اجرام فلکیہ،سطوح ارضیہ اورنباتات و جمادات،حیوانات، چرند وپرندحتی کہ اس کے ابنائے نوع وجنس بھی محفوظ نہیں ہیں۔اس لئے ماہ صیام بار بار اس لئے آتا ہے کہ انسان کا رشتہ اس کے پالنہار سے جوڑا جائے،اللہ کے بندوں کواس کا بھولا ہوا انسانیت کا پاٹھ پھر سے پڑھایا جائے،غریبوں،مسکینوں، تہی دستوں ، نوکروں، ملازموں اور بھوکے پیاسے لوگوں کی پریشانیوں،مصیبتوں اور شدت بھوک وپیاس کا احساس دلایا جائے،معاشرے کوعفت مآب اور پاک باز بنایا جائے،نیت کی درستگی ،اعمال صالحہ،تلاوت قرآن ،تراویح،تہجد،صدقہ وخیرات اورفکرآخرت کے ذریعہ تزکیۂ نفس اورتقویٰ شعاری کا خوگر بنایا جائے، امن و شانتی،تحمل و برداشت،تواصی بالحق اورتواصی بالصبر ،دین پراستقامت، رواداری ،مساوات ومواسات کے جذبات کو پروان چڑھایا جائے۔یہی ماہ صیام اور روزے کا پیغام ہے۔ماہ صیام سب کومبارک ہو۔

☆☆☆

استقبال رمضان المبارک

مولانا آصف تنویر تیمی

ہر سال کی طرح امسال بھی ماہ رمضان کا چاند نمودار ہونے ہی والا ہے۔شعبان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔اور رمضان المبارک کی اصل تیاری اور روزہ کی عادت اسی مہینہ میں پڑتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے اس مہینہ میں روزہ رکھا کرتے تھے۔بعض حدیثوں میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ شعبان میں نامہ اعمال اللہ تعالی کے پاس پیش کئے جاتے ہیں،اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے بعد سب سے زیادہ اس ماہ میں روزہ رکھا کرتے تھے۔چنانچہ ہمیں بھی شعبان کے مہینہ میں نفلی روزے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔لیکن افسوس ہوتا ہے ان مسلمان بھائیوں پر جو اس ماہ میں نفلی روزہ کا اہتمام تو نہیں کرتے مگر بدعت کو فروغ دینے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔پندرہویں شعبان کا روزہ،حلوہ پوڑی،قبرستان کی زیارت وغیرہ ان گنت بدعات 'شب برأت' کے نام پر انجام دیئے جاتے ہیں،جن کی شریعت میں کوئی مضبوط اور صحیح دلیل موجود نہیں ہے۔

خیر سر دست مجھے استقبال رمضان سے متعلق چند باتیں اپنے قارئین کے حوالے کرنی ہیں۔تو اس ضمن میں سلف کی کتابوں کے مطالعہ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام،تابعین اور دیگر اسلاف رمضان کا خاص اہتمام کرتے،اور رمضان کی آمد پر اپنی بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے۔بلکہ وہ لوگ اللہ تعالی سے اس بات کی دعا کرتے کہ انہیں رمضان نصیب ہوجائے۔اور جب رمضان کا چاند نظر آجاتا تو وہ پوری محنت اور لگن سے اس ماہ کی عبادت و ریاضت میں مشغول ہوجاتے۔قیام اللیل (تراویح) تلاوت قرآن غربا و مساکین کا خیال صدقہ وخیرات اور جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ جیسے اعمال صالحہ کی انہیں خاص فکر ہوا کرتی تھی۔بعض مسلمان بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ روزہ سستی وکاہلی اور صرف تن آسانی کا ذریعہ ہے۔ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ روزہ صرف سونے کا نام نہیں ہے۔اس تعلق سے فقہا کا اختلاف بھی ہے کہ جو لوگ روزہ سو سو کر گزارتے ہیں ان کا روزہ قبول بھی ہوتا ہے یا نہیں۔راجح قول یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ روزہ میں دن بھر سوتے اور شام میں صرف افطار کر لیتے ہیں ان کا روزہ درست نہیں ہے۔سلف مفسدات روزہ سے بھی پرہیز کرتے تھے۔جس قدر رمضان کا روزہ رکھنا ضروری ہے اسی قدر یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے روزہ کو ان چیزوں سے بچائیں جن سے روزہ (فاسد) خراب ہوجاتا ہے جیسے: کھیل تماشہ، غیبت،چغلخوری،حرام کھانا،حرام چیزوں کو دیکھنا اور سننا (جیسے: گانا،فلم بینی،گندے اور فحش ویب سائٹس وغیرہ کا استعمال)،لڑائی جھگڑا،ریاکاری اور دکھاوا اور جھوٹ وبہتان بازی وغیرہ۔

سلف کی طرح ہمیں بھی اس ماہ کی آمد پر اپنی مسرت وشادمانی کا اظہار کرنا چاہئے۔اور رمضان کی خوشی تو فطری امر ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے اس ماہ میں متعدد عبادات کو ہمارے لئے مشروع قرار دیئے ہیں۔رمضان المبارک کا روزہ ایک اسلامی فریضہ اور ارکان اسلام میں سے ہے۔اللہ تعالی نے روزہ کی فرضیت سے متعلق فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[البقرة:۱۸۳] ترجمہ:''اے ایمان والو!تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے،تاکہ تم تقوی اختیار کرو''۔سنت کے کے مطابق (آٹھ رکعات) تراویح گناہوں کی بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه'' ترجمہ:''جس نے ایمان اور نیک نیتی کے ساتھ روزہ رکھا اس کے سارے پچھلے گناہ بخش جائیں گے''۔عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ امام صاحب کے ساتھ چند رکعات تراویح پڑھتے اور پھر بھاگ نکلتے ہیں ایسے لوگ حدیث کے مطابق ساری رات کے ''قیام اللیل'' کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔اسی ماہ مبارک میں قرآن جیسی کتاب نازل ہوئی۔جو سراپا رشد وہدایت کا ذریعہ ہے،اللہ تعالی نے فرمایا:﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾[البقرة:۱۸۵] ترجمہ:''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں،تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے،جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے''۔قدر ومنزلت والی رات (شب قدر) اسی ماہ کے اخیر عشرہ میں ہوا کرتی ہے۔جس کے پانے کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ممکن کوشش کرتے،اس کی طاق راتوں میں جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔قرآن کریم میں ''لیلۃ القدر'' کے نام سے ایک مکمل سورت موجود ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾[القدر: ۱-۵] ترجمہ:''یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟۔شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس (میں ہر کام) سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے

ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہوتے تک (رہتی ہے)''۔ اسی ماہ میں جنت کے دروازے کھلتے اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ نیکیاں بڑھادی جاتیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔گناہوں کی معافی اور بہت ساروں کو جہنم سے آزادی ملتی ہے۔

اس لئے ہمیں اس خیر وبرکت کے مہینہ کو غنیمت جان کر کثرت سے عبادت وبندگی میں مصروف رہنا چاہئے۔خاص طور سے سابقہ گناہوں سے توبہ واستغفار کے ساتھ آئندہ گناہ نہ کرنے کا اللہ تعالی سے عہد وپیمان کرنا چاہئے۔اس لئے کہ یہی سب اعمال دنیا وآخرت میں فوز وفلاح کا ذریعہ ہیں۔اللہ تعالی نے فرمایا:﴿يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ ترجمہ:''جس دن کے مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالی کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے''۔[الشعراء:۸۹/۸۸] اور فرمایا:﴿وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ ترجمہ:''اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی''۔[الأحزاب:۷۱] اور ارشاد باری تعالی ہے﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ترجمہ:''تم اپنے رب کی موت آنے تک عبادت کرتے رہو''۔[الحجر:۹۹] اور اسی معنی کی آیت کریمہ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾[الأنعام:۱۶۳/۱۶۲] ترجمہ:''آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں''۔

رمضان المبارک میں انجام دیئے جانے والے اعمال میں سے ایک اہم عبادت دعا ومناجات بھی ہے۔ویسے تو مؤمن شخص کو ہر پل اپنے رب سے دعا کرنی چاہئے لیکن رمضان میں اس کی اہمیت کچھ زیادہ ہی ہوجاتی ہے۔اور وہ بھی خاص طور پر رات کے اخیر حصہ میں۔رمضان میں دعا کی اہمیت کا اندازہ سورہ بقرہ کی اس آیت سے بھی ہوتا ہے جو فرضیت روزہ والی آیت کے معا بعد موجود ہے۔اور حدیث میں بھی موجود ہے: ترجمہ: اللہ تعالی ہر رات جب ایک تہائی رات بچ جاتی ہے صبح صادق تک سمائے دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے:''جو مجھ سے دعا کرے گا میں اس کی دعا قبول کروں گا۔جو مجھ سے مانگے گا میں اسے دوں گا۔جو مجھ سے معافی مانگے گا میں اسے معاف کروں گا''۔(صحیح مسلم)

مسلمان بھائیوں کو چاہئے کہ رمضان المبارک میں دعا کا خصوصی اہتمام کریں۔بجائے یہ کہ آپ اپنے قیمتی وقت کو ادھر ادھر کی باتوں میں لگائیں۔اس وقت میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو رمضان المبارک میں خوب خوب عبادت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱)وہ طلباء جو اعلی تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲)وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب)متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ناظم کا، امیر/ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج)جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د)جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ''جریدہ ترجمان''(اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج''(ہندی)، نیز ماہنامہ''دی سمپل ٹروتھ''(انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳)علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

الشیخ/عبدالولی عبدالقوی

ماہِ رمضان کے خصائص وفضائل

الحمد لله و الصلاة والسلام علی رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده ورسوله و بعد:

ماہ رمضان المبارک اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے، یہ مہینہ اپنے فضائل وبرکات کے لحاظ سے دیگر مہینوں کے مقابل گونا گوں امتیازی خصوصیات کا حامل ہے، اس میں اللہ تعالی کی بے پایاں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، جن سے ہر مسلمان مستفید ہونے کی کوشش کرتا ہے، یہ مبارک مہینہ باقی مہینوں کا سردار ہے، اس میں اللہ تعالی کی آخری کتاب قرآن کریم کا نزول لوح محفوظ سے آسمانی دنیا پر ہوا، اس مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اللہ کے بندوں کو اس طرح گمراہ نہ کرسکیں جس طرح عام دنوں میں کرتے ہیں، اس مہینہ میں اللہ تعالی خصوصی طور پر اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا اور انھیں جہنم سے آزادی کا انعام عطا کرتا ہے، اس مہینہ میں روزے رکھنا اسلام کا بنیادی رکن ہے، نیز اس میں کی جانے والی دوسری عبادات مثلاً قیام، تلاوت قرآن، صدقہ وخیرات، اعتکاف، عبادات لیلۃ القدر وغیرہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ فضیلت ثابت ہے، چنانچہ ہم ذیل میں اس ماہ مبارک کے بعض خصائص وامتیازات کا ذکر کرتے ہیں جو کسی دوسرے مہینہ کو حاصل نہیں ہیں:

(۱) ماہ رمضان روزہ جیسی عظیم عبادت کا وقت ہے : روزہ جیسی عظیم عبادت کی ادائیگی کے لئے اللہ نے ماہ رمضان کا انتخاب فرمایا جس طرح حج جیسی عظیم عبادت کے لئے ماہ ذی الحجہ کا انتخاب فرمایا اور یہ روزے جن کی ادائیگی ماہ رمضان میں فرض قرار پائی دخول جنت کا ذریعہ ہیں:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من آمن بالله و رسوله و أقام الصلاة و صام رمضان كان حقا على الله أن يدخله الجنة" جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے، رمضان کے روزے رکھے، تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بخاری ۲۷۹۰)

(۲) ماہ رمضان قرآن کریم کے نزول کا مہینہ ہے :

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَان﴾ (البقرۃ:۱۸۵) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق وباطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اللہ ﷻ مذکورہ آیت کریمہ میں سارے مہینوں کے مابین ماہ رمضان کی تعریف کررہا ہے کہ اللہ نے اس مبارک مہینہ کو قرآن کریم کے نزول کے لئے خاص فرمایا۔" (تفسیر ابن کثیر ۱/۲۹۲)

رمضان میں قرآن کریم کے نزول کا یہ مطلب نہیں کہ مکمل قرآن کسی ایک رمضان میں نازل ہوگیا بلکہ رمضان کی شب قدر میں لوح محفوظ سے آسمانی دنیا پر اتار دیا گیا اور وہاں بیت العزت میں رکھ دیا گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر:۱) یقیناً ہم نے اس قرآن کریم کو شب قدر میں نازل فرمایا ہے۔

نیز اللہ نے ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِیْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ﴾ (الدخان:۳) بیشک ہم نے اسے (قرآن کریم کو) بابرکت رات (شب قدر) میں نازل فرمایا ہے، بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔

پھر وہاں سے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام حسب حالات بحکم الہی تھوڑا تھوڑا لے کر پوری مدت نبوت میں نازل ہوتے رہے۔ (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی ۱/۱۹۷، فتح القدیر للشوکانی ۵/۲٦۹)

(۳) ماہ رمضان کے روزے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **"الصلوات الخمس و الجمعة الى الجمعة و رمضان الى رمضان مكفرات ما بينهن اذا اجتنبت الكبائر"** پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک ان کے مابین ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہیں، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے (کیوں کہ کبیرگناہ سچی اور خالص توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے) (مسلم ۲۳۳/۱٦)

(۴) ماہ رمضان میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(۵) ماہ رمضان میں جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں:

(٦) ماہ رمضان میں شرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے:

(۷)ماہ رمضان میں رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(۸)ماہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

(۹)ماہ رمضان میں ایک آواز لگانے والا آواز لگاتا ہے: اے نیکیوں کے طلب گارو آگے بڑھواور اے گناہوں کے ڈھونڈھنے والو گناہوں سے رک جاؤ۔

(۱۰)ماہ رمضان میں اللہ تعالی بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے:

مذکورہ باتوں کی دلیل مندرجہ ذیل احادیث ہیں:

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"**اذا دخل رمضان فتحت أبواب السماء و غلقت أبواب جهنم و سلسلت الشياطين**" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردئے جاتے ہیں۔ (بخاری۱۸۹۹)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:"**اذا كان رمضان فتحت أبواب الرحمة و غلقت أبواب جهنم و سلسلت الشياطين**" جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردئے جاتے ہیں۔(مسلم۱۰۷۹)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**اذا كانت أول ليلة من رمضان صفدت الشياطين و مردة الجن و غلقت أبواب النار فلم يفتح منها باب و فتحت أبواب الجنة فلم يغلق منها باب و نادى مناد يا باغي الخير أقبل و ياباغي الشر أقصر و لله عتقاء من النار و ذلك كل ليلة**" جب ماہ رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے، تو شیطانوں اور سرکش جناتوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور (پورے رمضان) اس کا کوئی بھی دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے، جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور (پورے رمضان) اس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا ہے، اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اے بھلائیوں کے چاہنے والو! آگے بڑھو اور اے برائیوں کے ڈھونڈنے والو! برائیوں سے رک جاؤ اور (اس ماہ رمضان میں) اللہ سبحانہ وتعالی بہت سارے لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور ایسا ہر رات ہوتا ہے۔(ابن ماجہ۱۶۴۲، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ۱/ ۲۷۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:"ماہ رمضان میں شیطانوں کے جکڑ دئے جانے سے مراد یہ ہے کہ روزہ داروں سے شرور و معاصی کا صدور کم ہوجاتا ہے جنھوں نے آداب وشروط کی پاسداری کے ساتھ روزہ رکھا ہے یا مراد یہ ہے کہ سبھی شیاطین نہیں بلکہ صرف سرکش شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں، جیسا کہ بعض روایات میں اس کا ذکر ہے یا شیطانوں کے جکڑ دئے جانے سے مقصود ماہ رمضان میں شرور و معاصی کا کم ہونا ہے جیسا کہ ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ رمضان میں دوسرے مہینوں کی نسبت گناہ کم ہوجاتے ہیں، (واضح رہے کہ) شیطانوں کے جکڑ دئے جانے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ماہ رمضان میں سرے سے شرور و معاصی کا خاتمہ ہوجائے، کیوں کہ شیاطین کے علاوہ برائی کے دیگر اسباب بھی ہیں مثلا خبیث نفوس، بری لت، انسانی شیطان جو شیاطین کی نیابت کرتے اور معاصی کو جنم دیتے ہیں۔" (فتح الباری۴/ ۱۳۷، فیض القدیر۱/ ۳۴۰)

(۱۱) ماہ رمضان کی برکتوں سے محروم رہنے والا بے نصیب ہے: انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ماہ رمضان کی آمد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"**ان هذا الشهر قد حضركم و فيه ليلة خير من ألف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله و لا يحرم خيرها الا محروم**" یہ مہینہ جو تم پر آیا ہے، اس میں ایک ایسی رات ہے جو (قدر و منزلت کے اعتبار سے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو شخص اس (کی سعادت حاصل کرنے سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا نیز فرمایا: لیلۃ القدر کی سعادت سے صرف بے نصیب ہی محروم کیا جاتا ہے۔(ابن ماجہ۱۶۴۴، علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، دیکھئے: صحیح ابن ماجہ۱/ ۲۷۵)

(۱۲)**ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے** : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"**صوم شهر الصبر و ثلاثة أيام من كل شهر يذهبن وحر الصدر**" ماہ رمضان کے روزے اور ہر ماہ میں تین روزے رکھنے سے دل کے وسوسوں اور کینہ و کپٹ کا خاتمہ ہوتا ہے۔(حسن صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب۱/ ۵۹۹ ح۱۰۳۲)

ماہ رمضان صبر کا مہینہ ہے کہ بندہ مسلم اس مہینہ میں اللہ کی اطاعت وفرماں برداری، بھوک و پیاس کی شدت اور اللہ کے حرام کردہ امور پر صبر کرتا اور ان سے رکا رہتا ہے۔

(۱۳) ماہ رمضان میں گناہ بخشے جاتے ہیں: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"**من صام رمضان ايمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه**" جس نے ایمان کے ساتھ اور اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان المبارک کے روزے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔(بخاری۳۸، مسلم۷۶۰)"یعنی جو بندہ مسلم فریضہ الٰہی کی تصدیق کرتے ہوئے، اس کی فضیلت کا طلب گار ہوکر، ریا ونمود اور اخلاص کے منافی امور سے بچتے ہوئے خالص رضائے الٰہی کی خاطر روزہ رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم۳/ ۴۶)

(۱۴) ماہ رمضان میں تراویح ادا کرنے سے گناہ بخش دیے جاتے ہیں:

ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"من قام رمضان ايمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه" جس نے ماہ رمضان میں ایمان کے ساتھ، ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری ۳۸، مسلم ۷۶۰)

(۱۵) ماہ رمضان میں ایک ایسی شب ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے: ارشاد باری تعالی ہے:﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (1) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (2) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (3) تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ (4) سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

یقیناً ہم نے اسے (قرآن کریم) شب قدر میں نازل فرمایا، آپ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کے لئے اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرئیل) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"تحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر من رمضان" رمضان کے آخری عشرے (دس دن) کی طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (بخاری ۲۰۱۷)

(۱۶) ماہ رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہے:

عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"فان عمرة في رمضان تقضي حجة أو حجة معي" رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کرنے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری ۱۸۶۳، مسلم ۱۲۵۶)

(۱۷) ماہ رمضان کے روزے دخول جنت کا ذریعہ ہیں: جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں فرض نمازیں پڑھوں، ماہ رمضان کے روزے رکھوں، حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کروں، تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"ہاں"، اس پر اس شخص نے کہا: اللہ کی قسم میں اس سے زیادہ نہ کروں گا۔ (مسلم ۱۵/ ۱۸)

(۱۸) رمضان پانے کے باوجود مغفرت الہی سے سرفراز نہ ہونے والے کے لئے ہلاکت ہے: کعب بن عجرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منبر لانے کا حکم دیا، صحابہ کرامؓ منبر لے آئے، جب نبی ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے، تو فرمایا:"آمین" پھر جب دوسری سیڑھی پر چڑھے، تو فرمایا: "آمین" اسی طرح جب تیسری سیڑھی پر چڑھے، تو فرمایا:"آمین"۔

جب رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے، تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی جو اس سے پہلے نہیں سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا:"ان جبرئيل عرض لي فقال: بعد من أدرك رمضان فلم يغفر له قلت: آمين فلما رقيت الثانية قال: بعد من ذكرت عنده فلم يصل عليك فقلت: آمين فلما رقيت الثالثة قال: بعد من أدرك أبويه الكبر عنده أو أحدهما فلم يدخلاه الجنة قلت آمين"

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام میرے پاس آئے اور کہا: اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی نہ حاصل کر سکا، میں نے اس کے جواب میں "آمین" کہی، پھر جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا، تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، میں نے اس کے جواب میں بھی آمین کہی، پھر جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا: جس شخص نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا، اس کے لئے بھی ہلاکت ہو، میں نے اس کے جواب میں بھی آمین کہی۔ (صحیح عند الالبانی رحمہ اللہ) دیکھئے: صحیح الترغیب والترہیب ۱/ ۵۸۳)

☆☆☆

بقیہ جماعتی خبر

بلرام پور میں مسابقہ حفظ حدیث: جامعہ محمدیہ نصرۃ الاسلام شنکر نگر ضلع بلرامپور، یوپی کے زیر اہتمام ۲۷ رجنوری ۲۰۲۵ء کو مسابقہ حفظ حدیث کا انعقاد کیا گیا جس میں بڑی تعداد میں طلبہ وطالبات نے حصہ لیا اور امتحان دیا اس انعامی مقابلہ میں جامعہ ہی کے دو استاذ مولانا محفوظ الرحمٰن سلفی اور مولانا ذاکر علی سنابلی حکم رہے۔ نتیجہ اور تقسیم اسناد وانعامات کے لیے ۳۰ رجنوری ۲۰۲۵ء کو جامعہ ہی میں ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس کی صدارت شیخ محفوظ الرحمٰن سلفی اور نظامت جامعہ کے پرنسپل مولانا عبدالرشید اسماعیل سلفی نے کی۔ پروگرام کا آغاز جناب قاری محمد شارق عرفانی مدرس شعبہ تحفیظ القرآن جامعہ ہذا کی تلاوت قرآن سے ہوا۔

رزلٹ کے مطابق زمرہ اول میں طوبی شکیل احمد نے پہلی لبنی شبیر نے دوسری اور عبدالرحمٰن عبدالمالک نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ زمرہ دوم میں زہدی صغیر نے پہلی عباس محفوظ الرحمٰن نے دوسری اور اریبہ جاوید نے تیسری پوزیشن حاصل کی جبکہ زمرہ سوم میں مفکر حیات عبدالمالک نے پہلی، عروج جاوید نے دوسری اور زبیر شکیل نے تیسری پوزیشن حاصل کی، ان سب کو گرانقدر خصوصی انعامات اور ہر زمرہ کے پانچ دیگر کو خصوصی تشجیعی انعامات بقیہ سبھی مشارکین ومشارکات کو عمومی تشجیعی انعامات اور اسناد سے سرفراز کیا گیا۔ (رپورٹ: عبیداللہ فہد سلفی)

ماہ رمضان: قرآن کی عملی مشق

مولانا قسیم الدین بن انیس الرحمٰن سلفی

الحمد لله رب العالمین و الصَّلوٰة والسلام علی رسوله الامین .

اما بعد! رمضان کی آمد جوں جوں قریب ہوتی جارہی ہے، اہل ایمان کے اندر رمضان کے تئیں محبت وشیفتگی بڑھتی جاتی ہے اور شوق و جذبہ میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔آخر ماہ رمضان کے اندر ہے کیا چیز؟ رمضان کی وہ کونسی خصوصیت ہے اور وہ کونسا امتیازی وصف ہے کہ ایک ایمان والا آدمی اس کی آمد پر پُر جوش اور منفعل ہوجاتا ہے اور اس کی حرکت میں تیزی آجاتی ہے؟ یہ ایک غور طلب بات ہے!!!

لیکن جو لوگ قرآن حکیم کی تلاوت کرتے ہیں اور کتب احادیث و تفاسیر کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ان پر اس کا راز اور اس کی حکمت واضح ہوجاتی ہے. چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ (البقرہ185/2)''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ رمضان مہینہ کی جو بھی اہمیت وفضیلت اور مقام ہے وہ نزولِ قرآن کے سبب سے ہے. اس ماہ کی عظمت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام اور انسانیت کے نام آخری پیغام کو اتارنے کے لئے اس مہینے کا انتخاب کیا ہے. اور اس ماہ کی جس رات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کے بیت العزت میں یکبارگی اتارا اس مبارک رات اور دوسری جگہ لیلۃ القدر سے ملقّب کیا گیا۔کمافی قولہ تعالیٰ:إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِيْنَ (الدخان3/44)''یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے، بیشک ہم ڈرانے والے ہیں''وفی قولہ تعالیٰ:إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر97/1)یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا:

اور اس رات کی عظمت و برکت کو آگے کی آیتوں میں مزید بیان کیا. فرمایا:فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ أَمْراً مِّنْ عِندِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (الدخان:۴۔۶)

اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے. ہمارے پاس سے حکم ہو کر، ہم ہی ہیں رسول بنا کر بھیجنے والے۔آپ کے رب کی مہربانی سے، وہی سننے والا جاننے والا ہے۔

اور فرمایا:

وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (القدر:۲۔د۵)

''تو کیا سمجھا کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اس میں (ہر کام) کے سرانجام دینے کو اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل علیہ السلام) اترتے ہیں۔ یہ رات سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر طلوع ہونے تک رہتی ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کی مزید خصوصیات و امتیازات اور فیوض و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:اذا دخل شهر رمضان، فتحت أبواب السماء وغلقت ابواب جهنم وسلسلت الشياطين (بخاری :1899،مسلم:2426) وفی روایة، قال: اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنة (بخاری:1898،مسلم:2495)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:أتاكم رمضان شهر مبارک، فرض الله عزوجل علیکم صیامه، تفتح فيه أبواب السماء، وتغلق فيه أبواب الجحيم، وتغل فيه مردة الشياطين، لله فيه ليلة خير من ألف شهر، من حرم خيرها فقد حرم (صحیح سنن النسائی:2106)''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان کا مبارک مہینہ تمہارے پاس آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض کردیئے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں، اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کے خیر سے محروم رہا تو وہ بس محروم ہی رہا۔

بہرحال شب قدر کی مخصوص فضیلت ہے اور چونکہ یہ رمضان میں ہوتی ہے، اس طور پر ماہ رمضان کی اہمیت کا راز یہی ہے کہ یہ رات، نزولِ قرآن کی رات ہے اور یہ ماہ، نزولِ قرآن کا ماہ ہے. اسی لئے مسلمانانِ عالم اس ماہ مبارک کی آمد پر خوشیاں اورجشن مناتے ہیں. اور کیوں نہ خوشیاں منائیں؟ اور فرحت وانبساط کا مظاہرہ کیوں نہ کریں؟ کیا یہی وہ قرآن نہیں ہے جس کی بدولت انسانوں کو صحیح راہ کی ہدایت ملی؟ جس کے اندر ہدایت کی دلیلیں اورحق و باطل، ایمان وکفر، حلال وحرام کے درمیان فرق کرنے کی واضح نشانیاں موجود ہیں. انسانوں کے لئے عموماً اور ایمان والوں کے لئے خصوصاً اس سے بڑھ کر وہ کونسی نعمت ہوسکتی ہے؟ جو انہیں قرآن کی شکل میں ملا. اسی لئے تو اللہ رب العالمین نے قرآن اور اسلام پر خوشی کا اظہار کرنے کا حکم دیا ہے، فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس10/57،58)

اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے، وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کررہے ہیں۔

چنانچہ اللہ جل شانہ نے مومنوں کے لیے رمضان مہینہ میں نزولِ قرآن اور اس کی بدولت ہدایت کا ذکر فرماکر اور اس عظیم نعمت کو یاد دلاتے ہوئے شکرانے کے طور پر ارشاد فرمایا: فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (البقرۃ2/185)"پس تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے۔

اور اس کی فرضیت کے مقصد کو بھی واضح کردیا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُون (البقرہ2/183) اے ایمان والو تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

معلوم ہوا کہ فرضیتِ صیام کا مقصد حصول تقویٰ ہے، جو نزولِ قرآن کا مقصود اصلی ہے. اس مفہوم کو یوں سمجھیں کہ قرآن حکیم متقیوں کے لیے ہدایت دینے والی کتاب ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الم ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں پرہیز گاروں کو راہ دکھانے والی ہے؛ اور روزے کو فرض کر کے مومنوں کے اندر صفاتِ تقویٰ کو مضبوط اور مستحکم کرنا ہے، جیسا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُون ''تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو، سے ظاہر ہے۔''

لفظ ''تقویٰ'' وِقایہ سے ماخوذ ہے، جس کا معنی ہے بچنا، پرہیز کرنا، اور شرعی معنی منہیات ومحرمات سے بچنا اور فرائض واوامر کا بجالانا، چنانچہ ہم دیکھیں کہ روزے کے ذریعہ تقویٰ کے اوصاف کیوں کر مضبوط ہوتے ہیں؟

سورہ البقرہ کی ابتدائی آیتوں میں متقیوں کے جو اوصاف بیان ہوئے ہیں، ان میں پہلی چیز ایمان بالغیب سے متصف ہونا ہے. ایمان بالغیب وہ بنیادی وصف ہے جو انسان کو حضر میں ہو کہ سفر میں، اجتماعی زندگی میں ہو یا انفرادی زندگی میں، مجمع میں ہو کہ تنہائی میں، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، بہرصورت اچھے اعمال پر ابھارتا ہے اور برے وگندے کاموں سے روکتا ہے، روزے کے ذریعہ یہ وصف مزید مستحکم ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ ایک روزہ دار آدمی تنہائی میں ہوتا ہے، اس کے پاس نوع بنوع لذیذ کھانے ہوتے ہیں، مشروبات کا انبار ہوتا ہے، بھوک اور پیاس تقاضا کرتی ہیں کہ کچھ کھا پی کر آسودگی اور سیرابی حاصل کرلی جائے۔ دل چاہتا ہے کہ خواہشات کی تشنگی بجھالی جائے. لیکن روزہ اس کے ارمانوں کے مابین حائل ہوتا ہے اور اس کو یہ احساس دلاتا ہے کہ ''کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، پَر اللہ تو دیکھتا ہوگا'' پھر وہ تمام لذات و خواہشات سے باز آجاتا ہے اور اپنے روزہ کی تکمیل کرتا ہے. اسی لئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی ہے: **كل عمل ابن آدم له، الا الصيام فانه لي، وانا أجزي به** (بخاری:1904، مسلم:2706) ''ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزوں کے، چونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دونگا''

جب ایک روزہ دار شخص محدود وقت تک کے لئے حلال چیزوں سے باز رہتا ہے تو اس کے لیے جو امور ہر حال میں اور ہر آن حرام ہیں تو وہ شخص ان کا ارتکاب کیسے کرسکتا ہے؟ بایں طور روزہ کے ذریعہ اس کا ایمان بالغیب مضبوط اور مستحکم ہوجاتا ہے. جس کے سبب تقویٰ کے دونوں پہلو (اوامر کا بجالانا اور منہیات سے باز رہنا) پر عمل درآمد آسان ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ماہ رمضان میں روزے فرض کر کے تقویٰ کے دونوں پہلوؤں پر کافی زور دیا گیا ہے۔

1- اولاً ماموارت کی بجا آوری پر نصوص: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من قام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه** (مسلم:1779، نسائی:2197)

جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام اللیل کیا یعنی تراویح پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا، غفر له ما تقدم من ذنبه، ومن صام رمضان ايمانا واحتسابا، غفر له ما تقدم من ذنبه** (بخاری:1901، مسلم:1781) جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے

عبادت میں کھڑا ہواس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

نیز عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روزہ اور قرآن بندے کے لیے سفارش کریں گے، روزہ عرض کرے گا، رب جی! میں نے دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے اسے روک رکھا، اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما اور قرآن عرض کرے گا: میں نے اسے رات کے وقت سونے سے روکے رکھا، اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما، ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔'' (صحیح الترغیب والترہیب للالبانی 984 بیہقی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی امت کو نماز، روزے، تلاوت اور قیام اللیل وغیرہ جملہ امور خیر پر ابھارتے تھے، وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عادت اور اپنے معمول کے مطابق سب سے پہلے خود ہی عملی جامہ پہناتے اور خاص کر کے رمضان میں آپ کی محنت تیز تر ہو جاتی، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے کہا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل (علیہ السلام) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان میں ملتے، جبرائیل (علیہ السلام) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل (علیہ السلام) سے قرآن کا دور کرتے تھے، جب جبرائیل (علیہ السلام) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز اور تند ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔ (بخاری:1902، مسلم:6009)

بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں اس قدر عبادت و ریاضت، اذکار و وظائف، جود و سخاوت میں محنت فرماتے جن کو حیطۂ بیان میں لانا ممکن نہیں، چنانچہ ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: **کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد في العشر الاواخر ما لا يجتهد في غيرها** (صحیح: جامع ترمذی:796، ابن ماجۃ:1767) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں عبادت میں اتنی کوشش کرتے تھے جتنی دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

2- ثانیاً منہیات سے باز رہنے پر نصوص: - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من لم يدع قول الزور والعمل به، فليس لله حاجة في أن يدع طعامه و شرابه**. (بخاری :1903، ابن ماجہ:1689)

اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور دغا بازی کرنا (روزے رکھ کر بھی) نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ نیز مذکور راوی ہی سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **رب صائم ليس له من صيامه الا الجوع، ورب قائم ليس له من قيامه الا السهر** (حسن صحیح: ابن ماجہ: 1690) ''بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے بھوک کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوتا، اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو اپنے قیام سے جاگنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور انہی سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو وہ فحش گوئی نہ کرے اور نہ شور مچائے، اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہیے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں۔ (بخاری:1904، ابوداؤد:2045، ابن ماجہ:1691)

نیز صحیح روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ونادى مناديا يا باغي الخير أقبل، يا باغي الشر اقصر، ولله عنقاء من النار، وذلك في كل الليلة** (صحیح: جامع الترمذی:۶۸۲، ابن ماجہ:1642) ''(اللہ کی طرف سے) پکارنے والا پکارتا ہے: اے بھلائی کے چاہنے والے! بھلائی کے کام میں آگے بڑھو، اور اے برائی کے چاہنے والے! اپنی برائی سے رک جاؤ، اور اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہے، اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔

بہر حال رمضان کے مہینے میں جملہ اوامر نماز، روزے، انفاق فی سبیل اللہ، تلاوت قرآن، تراویح کا اہتمام، غرباء و مساکین کے ساتھ ہمدردی و مواسات، بیواؤں، یتیموں اور مسافروں کے ساتھ رواداری برتی جاتی ہے، غرض یہ کہ تمام امور خیر فروغ پاتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس محرمات و منہیات تمام امور شر سرد پڑ جاتے ہیں۔ اس حیثیت سے ایک روزہ دار شخص متقی بن جاتا ہے اور یوں قرآن کی عملی مشق ہو جاتی ہے اور جس جنت کا وعدہ صرف متقیوں کے لیے کیا گیا ہے، اس کا وہ مستحق قرار پاتا ہے اور جہنم سے آزادی نصیب ہوتی ہے۔ جو نزول قرآن کا مقصود اصلی ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَما الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (آل عمران 3/185) پس جو شخص آگ سے ہٹا دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بیشک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تقویٰ شعار بنا کر کامیاب لوگوں کے زمروں میں شامل کرلے۔ آمین و **آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين و صلى الله على النبي الكريم و بارک و سلم** ☆☆

اعلان داخلہ

المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیة

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا نئی دہلی میں قائم اعلی تعلیمی وتربیتی ادارہ ''المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ'' میں نئے تعلیمی کلینڈر (2025-2026) کے مطابق امسال نئے سیشن کے لئے

9/اپریل 2025ء مطابق 10/ شوال المکرم 1446ھ بروز بدھ تا 13/اپریل 2025ء مطابق 14/شوال المکرم 1446ھ بروز اتوار داخلہ لیا جائے گا۔ان شاءاللہ

شرائط داخلہ:

● امیدوار کسی معتبر سلفی ادارہ سے فارغ التحصیل (سند فضیلت یافتہ) ہو۔● دین کی خدمت اور دعوت کا جذبہ فراواں رکھتا ہو۔● آخری سال میں امتیازی نمبرات حاصل کیے ہوں۔● فراغت پر دو سال سے زیادہ کی مدت نہ گزری ہو۔● جس ادارہ سے فارغ ہو اس سے امیدوار کے حسن السیرۃ والسلوک پر کم از کم دو اساتذہ کی تصدیق ہو۔● اسلامی وضع قطع کا پابند ہو● الیکشن آئی کارڈ یا آدھار کارڈ یافتہ ہو● مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کسی ذیلی جمعیت کی طرف سے سفارش کی گئی ہو۔● تحریری وتقریری امتحان میں کامیابی کے بعد ہی داخلہ لیا جائے گا۔داخلہ کے لیے اصل اسناد پیش کرنا ضروری ہے۔

خصوصیات:

● خوشگوار ماحول میں عمدہ تعلیم۔● دعوت وافتاء کی عملی مشق۔● مقالات وبحوث لکھنے کی تربیت۔● انگریزی اور کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول بندوبست● علیحدہ کشادہ کمپیوٹر لیب● ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم۔● وقتاً فوقتاً جدید موضوعات پر ماہرین کے توسیعی خطبات۔● ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ● بہترین رہائشی انتظامات● ڈائننگ ہال میں کھانے کا نظم۔● مطالعہ کے لیے لائبریری جس میں مصادر ومراجع کی کتابیں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔● کھیل کود کے لیے وسیع میدان۔

درخواست موصول ہونے کی آخری تاریخ: 5/اپریل 2025ء

اپنی درخواست مع تصدیقات ونقول اسناد درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

''المعهد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیۃ''
اہل حدیث کمپلیکس، ڈی۔۲۵۴،ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵
فون نمبر:۔011- 23273407،موبائل:09560841844, 9213172981

شعبۂ تعلیم و تربیت:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

مولوی عبدالسعود محمد داؤد

پیارے نبی کی پیاری باتیں

للمسلم على المسلم ست بالمعروف يسلم عليه اذا لقيه ويجيبه ازا دعاه ويشمته اذا عطس ويعوده اذا مرض ويتبع جنازته اذا مات ويحب له ما يحب لنفسه (دارمی)

''مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں (۱) ملاقات کے وقت اس کو سلام کرنا، (۲) جس وقت وہ دعوت کرے قبول کرنا (۳) اور جس وقت مسلمان چھینک کر الحمدللہ کہے تو اس کے واسطے لفظ یرحمک اللہ کے ساتھ دعا کرنا (۴) بیماری میں اس کی مزاج پرسی کرنا (۵) اس کے جنازہ کے ساتھ جانا (۶) جو کچھ اپنے نفس کے واسطے دوست رکھتا ہے وہی اپنے بھائی مسلمان کے لئے دوست رکھنا۔

اس حدیث میں حضور اکرم فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی برادری کے تعلقات بیان فرمائے ہیں۔ان پر غور کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام دنیا میں صلح وآشتی کا ایسا پیام لے کر آیا ہے جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب میں نظر نہیں پڑتی۔ایک مسلمان پر اگر ایک طرف خدائی عبادات کا جابجا لانا فرض کیا گیا ہے تو دوسری طرف اپنے مسلمان برادر کے حقوق کا ادا کرنا بھی اس کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

یہ چھ حقوق جو حدیث ہذا میں مذکور ہیں، تمام دوستانہ تعلقات وبرادرانہ جذبات کے نچوڑ ہیں۔نوع انسان کو متحد کرنے کے لئے اگر ان کو ہر وقت سخت نظر رکھا جائے تو یقیناً کامیابی حاصل ہوسکتی ہے۔اہل اسلام کی تمام ترقیوں اور فتوحات کا راز ان ہی حقوق کی ادائیگی میں مضمر ہے۔(لیکن عمل ہمارا یہ ہے کہ جہاں ذرا سی سوء مزاجی ہوئی دنیاوی وجہ سے ہو یا دینی سے بس سلام ترک۔اس کی تہ میں ہوتی نفسانیت ہے۔مگر نفس کی تزئین سے شرعی دلائل بھی مل جاتی ہیں۔(مدیر ہفت روزہ)

ملاقات کے وقت سلام کرنے کا رواج مختلف طور سے تمام قوموں میں رائج ہے۔لیکن اسلام نے جو طریقہ بتلایا ہے وہ یقیناً تمام دنیا کے طریقوں سے بہتر ہے۔اہل ہنود ملاقات کے وقت دست بستہ سر جھکا دیتے ہیں جو سراسر ایک اپنے جیسے انسان کو حد سے بڑھا دینا اور اس کے نفس میں کبر وغرور کا تخم بو دینا ہے۔اہل کتاب کے ہاں جو طریقہ ہے وہ بھی ایسا ہی ناقص ہے کہ متکبرانہ طرز سے ایک شخص اپنا ہاتھ سر کی طرف لے جاتا ہے۔اسلامی طریقہ افراط وتفریط سے پاک ایسا جملہ دعائیہ ہے جو طرفین کی طبیعت کو بالکل باغ باغ کر دیتا ہے۔اسی وجہ سے قرآن پاک نے اس کو تحیہ مبارکہ فرمایا ہے۔

اسلام نے درحقیقت سلام میں بھی محبت ومساوات کو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ اگر ملاقات کرنے والا کوئی ادنیٰ مسلمان ہے تو اس کے لئے بھی یہی تحفہ ہے اور اگر کوئی تاج وتخت کا مالک ہے تو اس کے لئے سب سے پہلے یہی تحفہ ہے۔اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ادنیٰ مسلمان اسلامی حیثیت سے اسی عزت کا مستحق ہے جس کا ایک اعلیٰ مسلمان ہے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہر مسلمان دنیا میں سلامتی پھیلانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔اور اس کی زندگی کا اعلیٰ مقصد امن وسلامتی کا شائع کرنا ہے۔حتی کہ مسلمان اپنے بھائی سے ملاقات کرنے کے وقت سب سے پہلے جس لفظ کو اپنی زبان پر لاتا ہے وہ یہی سلامتی ہے مسلمانوں کے معبود کے اسماء حسنیٰ سے ایک نام اس کا سلام بھی ہے اور مسلمانوں کو آخرت میں جس گھر کا وعدہ دیا گیا ہے اس کا نام بھی دارالسلام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔

واللہ یدعوا الی دارالسلام

(اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے)

مسلمانوں کا دین بھی اسلام کے نام سے مشہور معروف ہے۔خلاصہ اس کا یہ ہوا کہ امن وامان صلح آشتی مسلمان کا ہمیشہ کا شیوہ ہے۔اور یہ بات مسلمانوں کے لئے باعث صد فخر ہے کہ ان کی ہر بات میں سے سلامتی ٹپک رہی ہے۔

دوسرا حق حدیث ہذا میں اپنے بھائی کی دعوت قبول کرنا فرمایا گیا ہے۔یہ بھی باہمی محبت کو مضبوط ومستقل بنانے کے لئے ہمیشہ کا مجرب نسخہ ہے اسی لئے دوسرے مقام پر فرمایا کہ آپس میں کھانا کھلایا کرو اس سے تمہارے اندر محبت پیدا ہوگی۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو اہل کتاب کے ایک زبردست فاضل تھے۔ ان) کے اسلام قبول کرنے کا اول سبب یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر دلپذیر ہوئی جس میں آپ نے منجملہ ارشادات کے یہ لفظ بھی ادا فرمائے تھے (اطعموا الطعام) لوگو آپس میں کھانا کھلایا کرو۔کیونکہ آپس میں محبت پیدا کرنے کیلئے اس سے بہتر اور کوئی عمل نہیں ہے۔اور آپس کی محبت کو ہمیشہ قائم رکھنا ہی اسلام کا اصل مقصد ہے۔

حالت مرض میں عیادت کرنا بھی درحقیقت اپنے بھائی کے ساتھ اپنی قلبی محبت کا اظہار ہے۔ اوراس کے جنازے کے ساتھ جانا محبت اسلامی کو تکمیل تک پہنچانا اور آخرتک محبت کا نبھاؤ کرنا ہے چنانچہ بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعا مروی ہے کہ جومسلمان خالص اسلامی تعلق کی وجہ سے اپنے بھائی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جاوے اورنماز جنازہ اور تکفین وتدفین تک اس کے ساتھ رہے تواس کو دوقیراط ثواب ملے گا۔ اور ہرایک قیراط مثل احدو پہاڑ کے ہے۔

چھٹاحق یہ فرمایا کہ جواپنے واسطے دوست رکھتاہے وہی اپنے بھائی کے لئے دوست رکھے۔ یہ مضمون مختلف الفاظ سے اکثر احادیث میں وارد ہواہے۔ ایک حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ تم ایماندار ہو ہی نہیں سکتے جب تک جو چیز اپنے لئے محبوب رکھتے ہو وہی چیز اپنے بھائی کے لئے محبوب نہ رکھو۔

مبارک ہیں وہ مسلمان جو اپنے بھائی مسلمان کے ان حقوق کا ہروقت خیال رکھیں اوران کوادا کرنے میں کسی طرح کا حیلہ بہانہ نہ کریں۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں اسلام ایسا کمزور ہوگیا ہے اورمسلمانوں کی بے دینی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ وہ خودخدائے پاک کے حقوق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے بھلا اپنے بھائی کے حقوق کیونکرادا کرسکتے ہیں۔ سچ ہے۔

ملا جو عیش دوروزہ تو اس پہ پھول گئے
خدا کے حکم تو کیا خود خدا کو بھول گئے

آج ہم نے اپنے باہمی تنازعات وفضول تصرفات کی وجہ سے آپس میں سلام کلام کو حرام قرار دے رکھا ہے، ہماری بول چال قطعاً بند ہے ہم ایک دوسرے کو فنا وملیامیٹ کردینے پر تلے بیٹھے ہیں۔ غرضیکہ ہماری کوئی حالت ٹھیک نہیں۔ شعر مذکور ہمارے حال کے عین مطابق ہے۔

بات صائب کی کوئی سیدھی نظرآتی نہیں
آپ کی پوشاک کو کپڑا بھی آڑا چاہیے

(ماخوذ ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، ۴ جولائی ۱۹۳۰ء مطابق ۷ صفر ۱۹۴۹ھ)

☆☆☆

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام

پندرھواں آل انڈیا ریفریشر کورس

۴ر مئی ۲۰۲۵ء تا ۱۱ر مئی ۲۰۲۵ء بمطابق ۵ر ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ تا ۱۲ر ذوالقعدہ ۱۴۴۶ھ

بمقام: اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی

دعاۃ ومعلمین اورائمہ کے لیے یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیراہتمام گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ''چودھواں آل انڈیا ریفریشر کورس برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین'' کا انعقاد ہونے جارہاہے۔ جو مورخہ ۴ر مئی ۲۰۲۵ء سے شروع ہوکر ۱۱ر مئی ۲۰۲۵ء کو اختتام پذیر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ امید ہے کہ یہ دورہ تدریبیہ بھی گزشتہ سالوں کی طرح فوائد سے بھرپور ہوگا۔ جماعت کے مشاہیر اہل علم وتحقیق اوردعاۃ ومربیین ودیگر عصری وقانونی ماہرین مشارکین کواپنے علمی، تدریسی، دعوتی تجربات سے بہرہ ورفرمائیں گے۔ صوبائی جمعیات اہل حدیث کے امراء ونظماء سے اپیل ہے کہ وہ اپنے اپنے نمائندگان کے نام جلد از جلد ارسال کریں۔ ہر صوبائی جمعیت سے دو نمائندگان مطلوب ہیں۔

نوٹ: دورہ تدریبیہ کا افتتاحی اجلاس ۴ر مئی ۲۰۲۵ء، اتوار کو صبح ۸ر بجے اہل حدیث کمپلیکس میں منعقد ہوگا۔ جس میں تمام مشارکین دورہ تدریبیہ کی شرکت ضروری ہے۔

شعبہ تعلیم وتربیت: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

محمد شمس الحق عبدالحق سلفی

دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داری

دعوت الی اللہ ایک نہایت اہم فریضہ ہے۔اللہ رب العزت ذوالجلال کا ارشاد ہے،وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (سورہ ال عمران 104) تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور وہی کامیابی پانے والے ہیں۔اور ارشاد ہے۔ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (سورہ نحل 125۔) راہ حق کی طرف حکمت اور نیک نصیحت کے ساتھ دعوت دو اور بہتر چیز کے ساتھ ان سے مناظرہ کرو۔وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (القصص 87) اپنے رب کی طرف دعوت دو اور مشرکین میں سے مت ہو جاؤ۔

مذکورہ آیات قرانی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو دعوت کی ذمہ داری دے کر داعی بنایا گیا ہے۔اللہ ذوالجلال نے جس طرح داعی بنانا چاہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جس طرح کا داعی دیکھنا چاہتے ہیں۔ہمیں چاہئے کہ ہم ویسے داعی بن جائیں۔اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ (سورہ فصلت 33) باتیں ساری دنیا کرتی ہے۔گفتگو ہر شخص کرتا ہے۔ان لوگوں کے پاس لچھے دار گفتگو کرنے کے لیے اپنی تقریری اثر رسوخ تسلیم کرانے کے لیے بے شمار حربے موجود ہیں،لیکن اللہ نے فرمایا! مَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ ،کائنات میں سب سے اچھی بات، سب سے بہتر کلام اس کا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہو،ہر شخص فطرۃ داعی ہے۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے اس مسئلہ کو کہ اللہ نے ہر شخص کے لیے ایک مقام متعین فرمایا ہے،اس کو دیکھ کر،اس کی بات سن کر،اس کا کردار دیکھ کر اور اس کو پرکھ کر کوئی نہ کوئی اس سے متاثر ہوتا ہے۔کوئی نہ کوئی اس سے آئیڈیالائز (Idealize) کرتا ہے۔یعنی ہر شخص ہر وقت دانستہ یا نادانستہ کسی نہ کسی کو دعوت دیتا رہا ہے۔شعوری طور پر ہو یا لاشعوری طور پر جب ہر شخص داعی ہے تو اللہ رب العالمین نے فرمایا اصل اور بہترین بات اس شخص کی ہے جس کی دعوت الی اللہ ہو۔

یعنی لوگ آئیڈیالائز کرتے ہیں آپ کو آپ کی اولاد آئیڈیالائز کرتی ہے شاگرد استاد سے آئیڈیالائز ہوتے ہیں،کسی بڑے کو چھوٹے دیکھ کر متاثر ہوتے ہیں،ہر شخص جس حالات میں جو بھی کردار ادا کرتا ہے اس کو دیکھ کر کوئی نہ کوئی ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے ہر شخص داعی ہے، چاہے شعوری طور پر اس بات کو تسلیم کرے یا نہ کرے وہ دعوت دے رہا ہوتا ہے اور اگر اس کی دعوت دعوت الی اللہ نہیں ہے تو پھر وہ کس طرف دعوت دے رہا ہے،اور اگر اس کی دعوت الی اللہ نہیں تو لازما اس کی دعوت الی غیر اللہ ہے۔کیونکہ اس کائنات میں دو ہی چیز ہے۔ایک اللہ اور باقی ساری چیزیں غیر اللہ،ایک اکیلا اللہ جو کائنات کا خالق و مالک ہے اس کا حق ہے کہ مخلوق اس کی بندگی بھی کرے اور مخلوق مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت دے۔اللہ ذوالجلال کریم نے آپ کی نبوت کا مشن واضح کرتے ہوئے فرمایا۔''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ ''(سورہ الأحزاب 45)

گویا یہ تاج سجانے کے بعد داعی الی اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا''وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ'' (سورہ فصلت 33) اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مبلغ اور داعی سے بہتر کوئی شخص بھی نہیں،کیونکہ وہ اللہ کی طرف دعوت دیتا اور لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے اور جس چیز کی طرف دعوت دیتا ہے اس پر خود عمل کر کے بھی دکھلاتا ہے۔یعنی اس نے حق کی طرف دعوت دی اور خود اس پر عمل کیا،باطل کو برا جانا اور کہا اور خود اس سے حزر و احتیاط برتی،ساتھ ہی اس نے یہ بھی صراحت کر دی کہ وہ جس چیز پر عمل پیرا ہے اس پر نادم نہیں بلکہ اپنے اوپر اللہ کی یہ نعمت ہونے پر رشک و فرحت کا اظہار کرتے ہوئے کہا''إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ'' کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔وہ اس آدمی کی طرح نہیں جو اسے اپنے لیے ننگ و عار سمجھ کر ہٹ جاتا ہے۔بلکہ وہ مومن داعی الی اللہ اور قوی الایمان ہوتا ہے۔اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرتا ہے۔حقوق اللہ کی وضاحت و صراحت کرتا ہے۔اور دعوت الی اللہ کے کام میں ہمہ تن گوش ہو کر پوری سرگرمی سے کام لیتا ہے۔جس بات کی طرف دعوت دیتا ہے اس پر عمل کرنے والا اور جس بات سے روکتا ہے خود اس سے انتہائی دور رہنے والا ہو جاتا ہے۔اس کے باوجود وہ بلند بانگ اعلان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے۔

یہ آیت کریمہ ''و من احسن قولا'' دعوت و تبلیغ پر دلالت کرنے والی آیات میں سے واضح ترین آیت ہے۔جو یہ بتاتی ہے کہ دعوت الی اللہ قرب الہی کے لیے اہم ترین عمل اور افضل ترین اطاعت ہے اور دعوت و تبلیغ کے کام کرنے والے لوگ عزت

وشرف کی انتہائی بلندیوں اور رفعتوں کو پہنچے ہوئے ہوتے ہیں، اور ان سب کے سربرآوردہ اور کامل ترین شخص سید الانبیاء وخاتم النبیین نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔''یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا وَدَاعِیًا إِلَی اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا'' (سورہ احزاب 45-46) اے نبی یقیناً ہم نے ہی آپ کو رسول بنا کر گواہیاں دینے والا خوشخبریاں سنانے والا آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔

دنیا کی طرف بلانے والے بہت ہیں۔ زمین بھری ہوئی ہے، لوگ غیر اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں، اے نبی آپ کو خوشخبری دینے والا ڈرانے والا اس لیے بنا کر بھیجا کہ آپ دنیا کے بسنے والوں کے چہروں کو دنیا سے موڑ کر ایک اللہ کی طرف کر دیں،''وَدَاعِیًا إِلَی اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِیرًا'' اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ ہے۔ یہ تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا مشن کی بنیادی بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی الی اللہ بنا کر بھیجا گیا۔

دعوت الی اللہ کی فضیلت:

اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔''قُلْ هَٰذِهِ سَبِیلِی أَدْعُو إِلَی اللَّهِ عَلَیٰ بَصِیرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِی''(سورہ یوسف108)

کہہ دیجیے کہ میری راہ یہی ہے، میں اور میری اتباع کرنے والے علی وجہ البصیرت اللہ تعالی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصیرت کے ساتھ دعوت دیتے ہیں، اور ایسی ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر چلنے والے بھی دعوت دیتے ہیں۔ علماء امت نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں دعوت الی اللہ کی شان وعظمت کو خوب واضح کیا ہے۔ علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''اللہ تعالی جن وانس کی طرف اپنے مبعوث کردہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کو خبر دے دیں کہ ان کی راہ یہی ہے، یعنی ان کا طریقہ، دستور اور سنت اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور ان کی یہ دعوت بصیرت، یقین اور برہان پر مبنی ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو ان کا پیروکار ہے، وہ بھی اس بات کی دعوت بصیرت، عقلی اور شرعی دلائل کی بنیاد پر دیتا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر 544) دعوت الی اللہ رسولوں اور ان کے تابعدار لوگوں کا مشن ہے۔ اور وہ رسولوں کی امتوں میں ان کے جانشین ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان کے پیروکار ہیں۔

ایک اور مقام پر مذکورہ بالا آیت کریمہ کو ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح معنوں میں پیروکار وہی ہے جو کہ بصیرت کی بنیاد پر اسی طرح اللہ تعالی کی طرف دعوت دے جیسے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیا کرتے تھے۔ اسی قسم کے لوگ حقیقت میں رسولوں کے جانشین ہیں اور دوسرے لوگوں کے بجائے ان کے حقیقی وارث ہیں۔ وہی اہل علم ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کا علم وعمل، ہدایت و ارشاد اور صبر وجہاد کے اعتبار سے حق ادا کیا۔

اب سوال ہوتا ہے کہ بصیرت کسے کہتے ہیں؟ اصطلاح میں بصیرت وہ علم شرعی ہے جس کی بنیاد وحی الہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طور وطریقے اور سلف صالحین کی ہدایت پر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بصیرت ان تمام چیزوں پر حاوی ہے جن کی طرف وہ دعوت دیتا ہے یا جن سے وہ روکتا ہے۔ اس سے بھی دعاۃ اور دعوت کی فضیلت وشرف کا پتہ چلتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔''مَن دعا إلی هُدًی کان له مِن الأجرِ مِثْلُ أجورِ مَن تبِعهُ لا ینقُصُ ذلک مِن أجورِهم شیئًا، ومَن دعا إلی ضلالةٍ کان علیه مِن الإثمِ مِثْلُ آثامِ مَن تبِعهُ لا ینقُصُ ذلک مِن آثامِهم شیئًا'' (متفق علیہ 2674) جس نے ہدایت کی طرف دعوت دی اس کے لیے بھی اتنا ہی ثواب ہے جتنا اس پر عمل پیرا ہونے والوں کا ہے یہ ان کے نیکیوں میں سے کوئی کمی نہیں کرے گا، اور جس نے گمراہی کی طرف دعوت دی اسے اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کا ہے اور یہ ان کے گناہ سے بھی کوئی کمی نہیں کرے گا۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا'' فو اللَّهِ لأنْ یهْدِیَ اللَّهُ بکَ رجُلًا واحِدًا خَیْرٌ لکَ مِن حُمْرِ النَّعم'' (صحیح بخاری 3701 صحیح مسلم 2406) اللہ کی قسم اگر تیرے ذریعے کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت بخش دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ اس حدیث رسول سے معلوم ہوتا ہے کہ داعی ومبلغ کو بھی اتنا ہی اجر دیا جائے گا جتنا کہ اس کے ہاتھوں ہدایت پانے والوں کو ملے گا، چاہے وہ کروڑوں کی تعداد میں ہی کیوں نہ ہوں۔

دعوت الی اللہ کا اسلوب اور اس کی کیفیت:

دعوت وتبلیغ اور اس کے طریقہ کار اور اسلوب کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے'' ادْعُ إِلَیٰ سَبِیلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِی هِیَ أَحْسَنُ'' (سورہ نحل 125) اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہتر طریقے سے گفتگو کیجیے۔ اس میں دعوت وتبلیغ کے اصول بیان کیے گئے ہیں جو حکمت پر مبنی ہیں۔

جدال، درشتی اور تلخی سے بچتے ہوئے نرم اور مشفقانہ لب ولہجہ اختیار کرنا ہے۔اس لیے کہ کائنات میں ہر انسان کسی نہ کسی صورت میں داعی ہے۔انسان اپنے گھر والوں کو اپنی اولاد کو اپنے ماتحت میں رہنے والے لوگوں کو اپنے اردگرد کے ماحول کو کسی نہ کسی طرح متاثر کررہا ہوتا ہے۔لہٰذا ہر شخص داعی ہے۔اب داعی کی دو صورت ہے یا تو داعی الی اللہ ہوگا یا داعی الی غیر اللہ ہوگا ہمیں جو حکم ہوا ہے وہ داعی الی اللہ ہونے کا حکم ہوا ہے اللہ رب العالمین فرماتا ہے۔ ”وادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ“ (سورہ قصص 87) آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔یعنی اے نبی تمہاری دعوت صرف اللہ کی طرف ہونی چاہیے دعوت تو سب دے رہے ہیں لیکن اپنے اپنے خدا اپنے اپنے مراکز کی طرف لیکن اللہ رب العالمین کو وہ دعوت پسند ہے جو دعوت الی اللہ ہو، **ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا** اس شخص سے بہتر کون ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا اور اچھا عمل کرتا ہو یعنی جو دعوت کے ساتھ اپنے کردار بھی اس کے مطابق بناتا ہے اور پھر زبان قال وحال سے اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے **اننی من المسلمین**۔

حق اس کو پہنچتا ہے کہ جس کی زندگی جس کا کردار جس کا اٹھنا بیٹھنا اللہ کے فرمان کے مطابق ہو لوگ اسے دیکھیں تو اللہ یاد آجائے اگر لوگ اسے دیکھیں اللہ یاد نہیں آتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی دعوت دیکھ کر کاروباری کمپیٹیشن ہو، اس کو دیکھ کر دنیاوی زندگی میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اس کو دیکھ کر اس کے فن کا ولولہ پیدا ہو، جو اس طرح کا داعی ہے وہ داعی الی اللہ نہیں ہے وہ داعی الیٰ غیر اللہ ہے۔اسی لیے اللہ رب العالمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہوئے کہا” وادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ“ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا کہ آپ کی دعوت ہمیشہ اپنے مالک حقیقی کی طرف ہونی چاہیے اپنے رب کی طرف ہونی چاہئے ولا تکونن من المشرکین اس لیے کہ دعوت الی اللہ نہیں ہوگی تو آپ مشرکین میں سے ہوجاؤ گے۔

اللہ رب العالمین نے ”سورہ نحل کی آیت نمبر 125“ میں وہ کیفیت بیان فرمادی ہے کہ جس سے ہر داعی متصف اور جس پر ہر مبلغ عمل پیرا ہو۔سب سے پہلے وہ حکمت و دانائی کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا آغاز کرے اور حکمت سے مراد مخاطب کے ذہن کو اپیل اور اسے قائل کرنے والے روشن دلائل ہیں جو حق کو واضح کرنے والے اور باطل شکن ہوں، یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین نے الحکمہ کا معنی القرآن کیا ہے۔کیونکہ قران پاک عظیم حکمت و دانائی کا منبع وسرچشمہ ہے کہ اس میں کامل ترین شکل میں حق کا بیان اور اس کی وضاحت موجود ہے۔اور بعض مفسرین بالحکمہ کا معنی **بالا دلة من الکتاب والسنة** یعنی قران وسنت کے دلائل کے ساتھ کیا ہے بہر حال حکمت ایک عظیم کلمہ ہے جس کا معنی علم وبصیرت کے بل بوتے پر واضح ومسکت اور کاشف حق دلائل کے ساتھ دعوت الی اللہ کا منصب ادا کرنا ہے اور یہ ایک مشترکہ کلمہ ہے۔جس کے متعدد وبکثرت معانی ہیں۔اس کا اطلاق نبوت، علم ودانش، تفقہ فی الدین عقل وخرد اور تقوی اور دیگر کئی اشیاء پر ہوتا ہے۔نیز حکمت سے مراد سنت رسول بھی ہے۔اور سب سے مناسب تفسیر ہے۔سنت کو خود اللہ رب العالمین نے اپنے عظیم کتاب فرقان حمید میں حکمت کا نام دیا ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ بقرہ 129) اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب الہی اور حکمت سکھاتے ہیں۔

یہاں حکمت کا معنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔اسی طرح اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔” يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ“ (سورہ بقرہ 269) وہ جسے چاہے حکمت اور دانائی دیتا ہے اور جو شخص حکمت اور سمجھ دیا جائے وہ بہت ساری بھلائی دیا گیا اور نصیحت صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔(سورہ بقرہ 269) صاحب تفسیر احسن البیان اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔حکمت سے بعض کے نزدیک عقل وفہم علم اور بعض کے نزدیک اصابت رائے ہے۔قران کے ناسخ ومنسوخ کے علم وفہم قوت فیصلہ اور بعض کے نزدیک صرف سنت یا کتاب وسنت کا علم وفہم ہے۔یہ سارے مفہوم اس کے مصداق میں شامل ہو سکتے ہیں۔صحیحین وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے دو شخصوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔دوسرا وہ جسے اللہ نے حکمت دی جس سے وہ فیصلہ کرتا ہے لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے (صحیح بخاری کتاب العلم باب الارتباط فی العلم والحکمۃ)

حکمت کوئی مجرد چیز نہیں ہے حکمت کا تعلق گراؤنڈ ریالیٹیز (ground realities) سے ہے۔حکمت ایک مشترکہ کلمہ ہے جس کے متعدد معانی ہیں۔اس کا اطلاق نبوت، علم ودانش، تفقہ فی الدین عقل وخرد کے ساتھ ساتھ دیگر اشیاء پر بھی ہوتا ہے جس طرح ملک مختلف ہوگا جس طرح کا معاشرہ ہوگا حکمت کا تقاضا اسی طرح ہوگا۔اسلام نے کہیں کہیں کلچر کی بھی رعایت کی ہے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے احکام اللہ کی طرف سے ہمیں دیے ہیں۔کیا اس میں عرب کلچر کی رعایت نہیں دی ہے۔کتنے معاملات ہیں جس میں عرب کے کلچر کی رعایت موجود ہے۔لہٰذا حکمت کے لیے آپ کو کوئی مجرد اصول تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

☆☆☆

موسم کی تبدیلیاں اور اسلامی تعلیمات

ابوعدنان سعید الرحمن نورالعین سنابلی

اس کائناتِ ہست و بود میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کے بڑے بڑے شاہکار موجود ہیں۔کائنات میں موسموں کی تبدیلی اور سردی وگرمی کا باہم تعاقب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور ربوبیت تامہ کی دلیل ہے۔اللہ جل شانہ نے اس کائنات میں بنیادی طور پر دو موسم بنائے ہیں اور دونوں موسموں کے خصوصی احکامات صادر فرمائے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ جس طرح سے سردی وگرمی سے بچنے کے لئے ہر موسم کے مطابق اسباب و وسائل اختیار کرتا ہے، اسی طرح آتش جہنم سے بچنے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرے۔اس لئے کہ دنیوی زندگی اور اس میں موجود موسم کی سردی وگرمی تو عارضی ہیں، اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے جس کے لئے اس دنیا کو دارالعمل اور امتحان گاہ قرار دیا گیا ہے۔افسوس کی بات ہے کہ ہم میں سے اکثر لوگ اس دنیوی زندگی میں موسم کی تبدیلی کے حساب سے تیاری تو کر لیتے ہیں۔گرمی کے دنوں میں اے سی، کولر اور واٹر کولر اور ٹھنڈیوں میں نوع بہ نوع روم ہیٹر، گیجر اور واٹر ہیٹر خرید لیتے ہیں لیکن اخروی زندگی سے غافل ہوکر زندگی گزارتے ہیں جبکہ جہنم کی آگ دنیوی موسم کی سنگینیوں اور سختیوں سے کہیں زیادہ اذیت ناک اور تکلیف دہ ہے اور وہاں کی ٹھنڈک بھی سخت ترین ہے۔

موسم کی تبدیلی اور اللہ کی قدرت کاملہ: سورج و چاند کا اپنے محور میں گردش کرنا، رات و دن کی آمد اور موسم سرما وگرما کا باہم تعاقب اللہ رب العزت کی عظیم قدرت و ربوبیت کی دلیل ہیں۔اس کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالی ہے، وہ بہت خوب جانتا ہے کہ انسانوں کو گرم ہواؤں کی بھی ضرورت ہے، اور بارش سے جل تھل ہونے کی بھی، اسی طرح موسمِ سرما کے ذریعہ کائنات میں تبدیلی کا واقع ہونا بھی بہت اہم ہے۔چاند، سورج، ستارے، جھاڑ، پہاڑ، ہوا، پانی سب اس کے حکم کے ماتحت ہیں، جب اس کا اشارہ ہوتا ہے کائنات کے نظام میں تبدیلی شروع ہو جاتی ہے، جب کہ سورج وہی ہے جسے روز طلوع وغروب ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں، لیکن وہ چاہتا ہے تو اسی سورج کی شعاعوں سے زمین کو گرم کر دیتا ہے، انسانوں کو دھوپ کی شدت سے دوچار کر دیتا ہے، اور جب چاہتا ہے تو پھر اسی آسمان زمین کے درمیان ماحول اور موسم کو نہایت سرد اور ٹھنڈا کر دیتا ہے، اللہ کی قدرت، اس کی عظیم بادشاہت کے یہ انوکھے مناظر اور نظامِ کائنات کی حیرت انگیز تبدیلیاں انسانوں کو بے شمار عبرت ونصیحت کا پیغام دیتی ہیں اور اپنے عظیم خالق و مالک کا پتہ بتاتی ہیں کہ اس کائنات کا چلانے والا رب کتنا عظیم ہے۔اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس حقیقت کو واشگاف کیا ہے۔

ارشاد فرماتا ہے:"إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا انزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ" (سورۃ البقرۃ/ 164) "آسمانوں اور زمین کی پیدائش، رات دن کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزیں کو لئے ہوئے سمندروں میں چلنا۔ آسمان سے پانی اتار کر، مردہ زمین کو زندہ کر دینا اس میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دینا، ہواؤں کے رخ بدلنا، اور بادل، جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں، ان میں عقلمندوں کے لئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:"إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (سورۃ آل عمران/۱۹۰۔۱۹۱) "آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔"

مزید فرمایا:"يُولِجُ اللَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِی اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ" (سورہ فاطر/13) "وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام پر لگا دیا ہے۔ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گھٹلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔"

یہ تمام آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سورج چاند، آسمان وزمین اوران کے درمیان موجودتمام چیزوں کواللہ جل شانہ نے پیدا کیا ہےاوراس میں ہونے والی تبدیلیاں نہایت ہی ٹھوس اورمضبوط بنیادوں پر ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ کبھی دن طویل ہوتے ہیں تو رات چھوٹی ہوجاتی ہے اور کبھی رات لمبی ہوتی ہے تو دن چھوٹے ہوتے ہیں تو کیا یہ اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ، حکمت بالغہ اورربوبیت تامہ کی دلیل نہیں ہیں؟ یقیناً سردی وگرمی بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے لاتا ہے۔

موسم کا تغیر اور مسلمان کا عقیدہ: موسموں کی تبدیلی اور سردی وگرمی کا باہم تعاقب یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ موسموں کے اندر ہونے والی تبدیلیاں پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر کوئی کسی نچھتر یااس جیسی دوسری چیزوں کوان کامحرک مانتا ہےتو وہ شخص شرک کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خالص عمل کو دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے۔ مشہورواقعہ ہے کہ ایک باررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بارش ہوئی تو کچھ صحابہ کرام نے یہ تصور کرلیا کہ فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی صحابہ کرام کو متنبہ کیا اور بتایا کہ یہ عقیدہ درست نہیں ہےاس لئے کہ بارش کا نزول فضل الٰہی کی بنیاد پر ہے۔ چنانچہ جنہوں نے کہا کہ بارش اللہ کے فضل وکرم سے ہوئی تو انہوں نے اللہ عزوجل پر ایمان رکھا لیکن جنہوں نے کہا کہ فلاں نچھتر کی وجہ سے بارش ہوئی تو انہوں نے اللہ جل شانہ کا انکار کیا اور نچھتروں پر ایمان رکھا۔(صحیح بخاری/846،صحیح مسلم/71)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موسموں میں ہونے والی تبدیلیاں اللہ رب العزت کرتا ہےاوران تبدیلیوں کامحرک کسی اور چیز کوقرار دینا یا کسی خارجی عامل کوموسم کی تبدیلی کا اصل وجہ بتانا کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے۔

موسم سرما کیوں آتا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے ارشادفرمایا: جہنم نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اورعرض کیا: اے میرے رب! میرے ایک حصے نے دوسرے کو کھالیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے دوسانس لینے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں میں اورایک سانس گرمیوں میں۔ گرمی اورسردی کے موسم میں جوتم شدیدترین گرمی اورشدیدترین سردی محسوس کرتے ہوتو اسی وجہ سے ہے۔(صحیح بخاری/3260،صحیح مسلم/617)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ موسموں میں ہونے والی تبدیلیاں اورسردی وگرمی کا ایک دوسرے کے بعد آنا جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے ہےاور یہ اپنے حقیقی معنیٰ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقی طور پر جہنم کو دومرتبہ سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائی ہےاوراسی کا اثر ہم دنیوی زندگی میں محسوس کرتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے مجازی معنیٰ مراد ہےاوراس میں مقصود دوزخ کی تپش، تمازت اور ہولنا کی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

مزید کچھ لوگوں نے دوسرے بہت سارے اعتراضات کے ذریعہ اس حدیث کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے حالانکہ مومن کی شان ہوتی ہے کہ وہ قرآن مجید کی جملہ آیات اوراحادیث پر آمنا وصدقنا کہتا ہےاورکوئی چیز عقل میں نہ آئے پھر بھی اسے من وعن تسلیم کرتا ہے کیونکہ نصوص عقل کے تابع نہیں بلکہ عقل انسانی نصوص کے تابع ہیں۔

ٹھنڈی کو برا بھلا کہنا: کچھ لوگ جب موسموں کی سختی سے دوچار ہوتے ہیں تو فوراً موسم کو گالی گلوچ کرنے لگتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کبھی بارش زیادہ ہونےلگتی ہےتو کچھ لوگ بارش کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں، گرمی تیز پڑنے لگی تو گرمی کے سلسلے میں نازیبا کلمات استعمال کرنے لگے اور کڑاکے کی سردی پڑی تو سردی کے بارے میں سب وشتم کرنے لگے حالانکہ وقت، زمانہ اورموسم کو برا بھلا کہنا کسی بھی طرح سے درست نہیں ہے کیونکہ موسموں کو تبدیل کرنا، اللہ جل شانہ کی قدرت کاملہ کے مظاہر ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکو فرماتے ہوئے سنا: انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے: "يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ" ابن آدم ہر (وقت، زمانے) کو برا کہتا ہے جبکہ (رب) دہر میں ہی ہوں۔ رات اور دن (جنھیں انسان وقت کہتا ہے) میرے ہاتھ میں ہیں۔(صحیح مسلم/2246)

مومن اور موسم سرما: سردی مومن کے لئے نعمت ہے کیونکہ اس موسم کی خنکی اور ٹھنڈی جہاں ایک طرف اللہ واحد کی عظمت کا احساس دلاتے ہیں تو دوسری طرف جہنم کی سخت ٹھنڈی کا تصور ہمارے ذہن ودماغ میں مرتسم ہوجاتا ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: "الشِّتَاءُ غَنِيمَةٌ" یعنی سردی کا موسم (مومن کے لئے مثل) غنیمت ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ 6/118، اسے مصنف کے محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا: کیا میں تمہیں ٹھنڈی غنیمت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: ابوہریرہ! وہ کیا ہے؟ فرمانے لگے: سردی کے موسم میں روزہ رکھنا ٹھنڈی غنیمت ہے۔(زوائد کتاب الزہد لعبداللہ بن احمد بن حنبل/986، سندہ صحیح)

ٹھنڈی کی راتوں میں گھروں میں جلتی ہوئی آگ چھوڑنا: ٹھنڈی کے دنوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ گرمی حاصل کرنے کے لئے انگیٹھی وغیرہ میں آگ کا الاؤ روشن کرتے ہیں اوراسے گھروں میں رکھ کر سوتے

ہیں تا کہ گھروں میں درجۂ حرارت معتدل رہے اور کسی حد تک خنکی کم ہو سکے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رات میں گھروں میں جلتی ہوئی آگ چھوڑ کر سونے سے منع فرمایا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ'' یعنی تم جب سونے لگو تو چراغ گل کر دو، دروازے بند کر دو، مشکیزوں کے منہ باندھ دو اور کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دو۔(صحیح بخاری/5624، صحیح مسلم/2012)

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوهَا عَنْكُمْ'' یعنی مدینہ طیبہ میں ایک گھر رات کے وقت خانہ سمیت جل گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''آگ تمہاری دشمن ہے، اس لیے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔''(صحیح بخاری 6294؟، صحیح مسلم/2106)

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ'' یعنی جب تم سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو۔(صحیح بخاری/6293، صحیح مسلم/2015)

ٹھنڈی میں اذیت و ناپسندیدگی کے باوجود بہتر ڈھنگ سے وضو کرنا: جب ٹھنڈی زیادہ پڑ رہی ہو، سرد ہوائیں چل رہی ہوں، خنکی ہر چیز کو منجمد کر دینے والی ہو اور انسان کے پاس ہیٹر، گیجر اور پانی گرم کرنے کے دیگر آلات بھی موجود نہ ہوں پھر بھی کوئی انسان مکمل طور پر اعضائے وضو کو دھلتا ہے اور سخت ناپسندیدگی و اذیت کے عالم میں بھی اچھے ڈھنگ سے وضو کرتا ہے تو اس عمل پر اللہ جل شانہ نے اس کے لئے بے پناہ اجر و ثواب کی خوشخبری سنائی ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز سے آگاہ نہ کروں جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند فرماتا ہے؟'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ناگواریوں کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، مساجد تک زیادہ قدم چلنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط (شیطان کے خلاف جنگ کی چھاؤنی) ہے۔''(صحیح مسلم/251)

گویا کہ ٹھنڈی کے دنوں میں ناگواری اور طبیعت پر گرانی کے باوجود اچھے ڈھنگ سے وضو کرنا عظیم فضیلتوں کا باعث ہے۔ اس عمل سے انسان کے مرتبے بلند ہوتے ہیں، گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

موسم سرما اور تیمم: انسان کو پانی میسر نہ ہو یا انسان پانی کے استعمال کرنے سے عاجز ہو تو ان صورتوں میں اس کے لئے تیمم مشروع ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا'' (سورۃ النساء/43) اے ایمان والو! جب تم نشے میں مست ہو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ اپنی بات کو سمجھنے نہ لگو اور جنابت کی حالت میں جب تک کہ غسل نہ کر لو ہاں اگر راہ چلتے گزر جانے والے ہوں تو اور بات ہے اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے مباشرت کی ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ اور اپنے ہاتھ مل لو بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا، بخشنے والا ہے۔

اگر ٹھنڈی سخت ہو اور انسان کو گرم پانی میسر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی کے استعمال سے ضرر و نقصان کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں تیمم کی اجازت موجود ہے حتی کہ انسان پر اگر غسل واجب ہو تو وہ شخص بھی تیمم کے ذریعہ پاکی حاصل کر سکتا ہے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ہم ایک سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو ایک پتھر لگا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا، پھر اسے احتلام ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا: کیا تم لوگ میرے لیے تیمم کی رخصت پاتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا: ہم تمہارے لیے تیمم کی رخصت نہیں پاتے، اس لیے کہ تم پانی پر قادر ہو، چنانچہ اس نے غسل کیا تو وہ مر گیا، پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ ان کو مارے، جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کیوں نہیں پوچھ لیا؟ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہی ہے، اسے بس اتنا کافی تھا کہ تیمم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا (یہ شک موسیٰ کو ہوا ہے)، پھر اس پر مسح کر لیتا اور اپنے باقی جسم کو دھو ڈالتا۔(سنن ابوداود/336، اس واقعہ کو شیخ البانی نے حسن قرار دیا ہے البتہ ''انما كان يكفيه'' جملہ ثابت نہیں ہے۔)

ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھنڈی کے دنوں میں جب انسان کو گرم پانی میسر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی کے استعمال میں نقصان کا اندیشہ ہو تو انسان کے لئے تیمم کرنا جائز ہے اور تیمم حدث اصغر و حدث اکبر دونوں کی طرف سے کفایت کرے گا۔

جرابوں اور موزوں پر مسح: دین اسلام آسان ہے۔ اس کے

جملہ احکامات وتعلیمات میں آسانی اور نرمی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ٹھنڈی کے موسم میں عموماً انسان پاؤں میں خف اور جراب پہنتا ہے۔اب پنجگانہ نمازوں کے لئے موزوں کو نکالنے میں دشواری اور مشقت ہے۔اس وجہ سے شریعت نے خفین اور جوربین پر مسح کو مشروع قرار دیا ہے۔ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:''بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ اَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ'' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا تو اسے ٹھنڈ لگ گئی، جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (وضو کرتے وقت) عماموں (پگڑیوں) اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔(سنن ابوداود/146،اسے شیخ البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔)

جرابوں پر مسح جائز ہے۔کچھ فقہائے کرام نے جرابوں پر مسح کے جواز کے لئے شرط لگائی ہے کہ وہ باریک اور شفاف نہ ہوں کہ ان کے اوپر سے چمڑا ظاہر ہورہا ہو بلکہ وہ اتنے کثیف اور موٹے ہوں کہ پاؤں کو مکمل طور پر چھپا سکیں جبکہ محققین علمائے کرام نے اسے مرجوح قرار دیا ہے۔ چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:راجح قول یہ ہے کہ پھٹے ہوئے موزوں پر مسح جائز ہے اور اسی طرح باریک موزوں پر بھی جس سے چمڑے دکھائی دیتے ہوں۔جوربین پر مسح کے جواز کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بالکل قدموں کو ڈھانپے ہوئے ہوں۔(مجموع فتاوی ورسائل العثیمین ۱۱/۱۶۷)

مقیم ایک دن، ایک رات اور مسافر تین دن اور تین رات مسح کرسکتا ہے، بشرطیکہ اس نے موزوں کو پاکی کی حالت میں پہنا ہو۔شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خفین پر مسح کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا: ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ! اور ان سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا:''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں،اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (کا وقت) مقرر فرمایا۔''(صحیح مسلم/276)

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:ایک رات میں سفر کے دوران میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا،آپ نے پوچھا:''کیا تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں! تو آپ اپنی سواری سے اترے، پھر پیدل چل دیے یہاں تک کہ رات کی سیاہی میں اوجھل ہوگئے، پھر (واپس) آئے تو میں نے برتن سے آپ (کے ہاتھوں) پر پانی ڈالا،آپ نے اپنا چہرہ دھویا (اس وقت)،آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے،آپ اس میں سے اپنے ہاتھ نہ نکال سکے،حتی کہ دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھوئے،اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر میں نے آپ کے موزے اتارنے چاہے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''ان کو چھوڑو! میں نے باوضو ہوکر دونوں پاؤں ان میں ڈالے تھے۔'' اور ان پر مسح فرمایا۔''(صحیح مسلم/274)

سردی کی شدت سے پناہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''لَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ، فِي جَسَدِهِ وَاَهْلِهِ وَمَالِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ'' یعنی مومن مرد اور مومن عورت کو تکلیف پہنچتی رہتی ہے،اس کے جسم میں،اس کے اہل وعیال میں اور مال میں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی سے ملتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔(الادب المفرد للبخاری/494،شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

چنانچہ ہمیں موسموں کی ناگواریوں اور سختیوں پر صبر کرنا چاہئے اور اس سے ہونی والی اذیتوں پر ہمیں اجر وثواب کی امید رکھنی چاہئے۔

سردی سے اللہ کی پناہ طلب کرنے کے سلسلے میں ایک روایت ذکر کی جاتی ہے۔ ابوسعید خدری وابوہریرہ رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''اگر سخت سردی کا دن ہو،اور اس وقت کوئی بندہ یہ دعا:''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، مَا اَشَدَّ بَرْدَ هٰذَا الْيَوْمِ، اللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنْ زَمْهَرِيْرِ جَهَنَّمَ'' پڑھے،تو اللہ جل شانہ جہنم سے ارشاد فرماتے ہیں:''میرے بندے نے تیرے زمہریر نامی علاقے سے پناہ مانگی ہے،اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ دی۔''اس روایت کو ابن سنی نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ/306 میں ذکر کیا ہے اور یہ روایت دو سندوں سے منقول ہے اور دونوں سندیں سخت ضعیف ہیں۔چنانچہ اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے اس دعا کو پڑھنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ثبوت کا اعتقاد رکھنا درست نہیں ہے۔واللہ اعلم

نادار و مفلس لوگوں کے ساتھ ہمدردی: ٹھنڈی کے دنوں میں بحیثیت انسان اور مسلمان ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے پڑوسیوں کی خبرگیری کریں،اگر ہمارے پاس گرم کپڑے دستیاب ہیں،نرم وگداز لحاف اور گدے میسر ہیں تو ہم اپنے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ گھر میں بند نہ ہو جائیں بلکہ سماج میں دیکھیں اور مالی اعتبار سے کمزور لوگوں کا تعاون کریں، انہیں گرم کپڑے فراہم کریں اور ممکن ہو تو انہیں لحاف اور کمبل وغیرہ بھی خرید کر دیں۔اس لئے کہ خدمت خلق عظیم ترین عبادت ہے۔

☆☆☆

مولانا ضیاء الحسن سلفی مئوی (۱۹۵۶-۲۰۲۴ء)

مولانا اسعد اعظمی، بنارس

سرزمین مئو سے تعلق رکھنے والے معروف عالم دین مولانا ضیاء الحسن بن محمد سلفی ۳۰/دسمبر۲۰۲۴ء =۲۷/جمادی الآخرۃ ۱۴۴۶ھ بروز سوموار بوقت ساڑھے پانچ بجے شام ہفتہ عشرہ کی علالت کے بعد دار فانی سے دار بقا کو کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سطور ذیل میں مولانا سے متعلق ایک تعارفی خاکہ پیش خدمت ہے۔

نام ونسب: ضیاء الحسن بن محمد بن احمد، اپنے بڑے صاحبزادے کاشف کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابوکاشف کنیت رکھتے تھے۔

ولادت: شہر مئو ناتھ بھنجن کے مغربی علاقے کے مشہور ومردم خیز محلہ ڈومن پورہ (پچھم) میں یکم نومبر ۱۹۵۶ء کو پیدا ہوئے۔

تعلیم: حسب روایت تعلیم کی شروعات محلہ ہی میں واقع شہر کے قدیم تعلیمی ادارے جامعہ عالیہ عربیہ سے ہوئی۔ ناظرہ قرآن کی تکمیل کے بعد پرائمری (پانچ سال) اور منشی (تین سال) کے مراحل مکمل کیے۔ پھر عربی شعبہ میں داخلہ لیا، پہلی اور دوسری جماعت پڑھنے کے بعد جامعہ رحمانیہ بنارس کا رخ کیا۔ دو سال کے بعد بنارس سے واپس دوبارہ جامعہ عالیہ عربیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۷۳ء میں یہاں سے ثانویہ کا مرحلہ پورا کرنے کے بعد جامعہ سلفیہ بنارس میں عالمیت کے مرحلہ میں داخلہ لیا۔ اس وقت جامعہ میں عالمیت کا کورس چار سالوں پر مشتمل ہوا کرتا تھا۔ ۱۹۷۸ء میں اس مرحلہ کی تکمیل کے بعد جامعہ ہی میں فضیلت کے شعبہ سے منسلک ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

جامعہ سلفیہ میں تعلیم کے دوران عربی فارسی بورڈ الہ آباد (جواب یوپی مدرسہ بورڈ بن چکا ہے) سے منشی اور عالم کا امتحان دیا۔ ۱۹۸۹ء میں اسی بورڈ سے فاضل ادب کا امتحان دے کر سند حاصل کی۔

اساتذہ کرام: مولانا نے اپنی مختصر خودنوشت میں تمام مراحل کے چنندہ اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں۔ اس فہرست کو من وعن نقل کیا جارہا ہے:

اساتذہ جامعہ عالیہ عربیہ: ماسٹر عبدالقیوم مئوی (متوفی ۱۹۸۰ء) مولانا فضل الرحمٰن عمری مئوی (متوفی ۱۹۹۸ء) مولانا عبدالحکیم مجاز اعظمی مئوی (متوفی ۲۰۱۱ء) مولانا عبدالحکیم فیضی مئوی (متوفی ۲۰۰۳ء) مولانا عبدالباقی مئوی (متوفی ۲۰۰۷ء) مولانا عزیز الحق عمری (متوفی ۲۰۲۰ء) مولانا محمد اعظمی مئوی (متوفی ۲۰۲۳ء) مولانا محمود الحسن اصلاحی، سرائے میر، حافظ محمد صاحب، ماسٹر محمد یوسف صاحب، ماسٹر عبدالحفیظ صاحب، ماسٹر غیور صاحب، مولانا محمد یاسین فیضی حفظہ اللہ۔

اساتذہ جامعہ رحمانیہ وجامعہ سلفیہ بنارس: استاد معقولات مولانا ابوعبیدہ عبدالمعید بنارسی (متوفی ۱۹۸۰ء) شیخ الحدیث مولانا شمس الحق سلفی بہاری (متوفی ۱۹۸۶ء) شیخ الجامعہ مولانا عبدالوحید رحمانی بنارسی (متوفی ۱۹۹۷ء) مولانا عزیز احمد ندوی بلرامپوری (متوفی ۲۰۰۵ء) مولانا صفی الرحمان مبارکپوری (متوفی ۲۰۰۶ء) شیخ الحدیث مولانا ومفتی رئیس الاحرار ندوی سدھارتھ نگری (متوفی ۲۰۰۹ء) ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری مئوی (متوفی ۲۰۰۹ء) مولانا عابد حسن رحمانی بلرامپوری (متوفی ۲۰۰۹ء) مولانا ومفتی عبدالحنان فیضی جھنڈا نگری (متوفی ۲۰۱۷ء) مولانا ادریس آزاد رحمانی املوی (متوفی ۱۹۷۸ء) مولانا جاوید اعظم بنارسی (متوفی ۲۰۱۱ء) شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام مدنی سدھارتھ نگری (متوفی ۲۰۱۸ء) مولانا منظور الحسن ندوی مئوی (متوفی ۲۰۲۰ء) مولانا امر اللہ رحمانی سدھارتھ نگری، مولانا عبدالحکیم مدنی۔ شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری چنئی مئوی، ڈاکٹر عبدالعزیز بن شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی مبارکپوری، ڈاکٹر اختر جمال سلفی مدنی بنارسی۔

سند اجازہ: ان اساطین علم وفضل سے کسب فیض کے علاوہ مولانا نے اصحاب سند علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرکے حدیث کی قراءت اور سماع کے بعد ان سے سند حاصل کی۔ چنانچہ والد محترم مولانا محمد اعظمی رحمہ اللہ سے مکمل بلوغ المرام، مولانا عبدالرحمٰن بن شیخ الحدیث عبیداللہ رحمانی سے کتب ستہ کے اطراف کی قراءت/سماع کیا۔ بحرین کے شیخ نظام یعقوبی سے تفسیر، عقیدہ اور فقہ وغیرہ پڑھ کر سند اجازہ حاصل کیا۔ والد صاحب کے سامنے بلوغ المرام کی قراءت/سماع کا میں چشم دید گواہ ہوں، یہ اس موقع کی بات ہے جب ایک کویتی عالم اسی مقصد سے والد صاحب کے پاس تشریف لائے تھے۔ مولانا ساتھ میں تھے۔

ہم درس اہل علم: مولانا ضیاء الحسن سلفی رحمہ اللہ نے اپنے کچھ ہم درس رفقاء کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جسے یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

مولانا عبدالوہاب خلجی رحمہ اللہ (سابق ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، متوفی ۲۰۱۸ء) مولانا ابوالقاسم عبدالعظیم مدنی (استاد جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو) مولانا عزیر احمد سلفی (استاد کلیہ فاطمۃ الزہراء مئو) مولانا اظہار الحق سلفی رحمہ اللہ (سابق استاد جامعہ اثریہ دار الحدیث مئو) مولانا اقبال احمد سلفی مئو (سابق استاد جامعہ

اثریہ دار الحدیث مئو) مولانا عبدالاول سلفی رحمہ اللہ (سابق پرنسپل جامعہ رحمانیہ بنارس) مولانا عبدالواحد مدنی (صفا شریعت کالج ڈومریا گنج، یوپی) مولانا عبدالقہار سلفی سیونی (استاد جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں) مولانا سمیع اللہ سلفی، بستی، مولانا جمیل احمد سلفی، بستی (مقیم حال ممبئی) مولانا عبدالحی سلفی، بستی، حافظ مولانا عبدالمنان سلفی شنکرنگر، مولانا عطاء الرحمٰن نابینا سلفی، شنکرنگر، مولانا عبدالحی مدنی، نیپال، مولانا عبداللہ سلفی دیناج پور، مولانا عطاء اللہ سلفی، گونڈہ، مولانا شفیق الرحمٰن سلفی، گونڈہ، مولانا نواب احمد سلفی، ہریانہ، مولانا عبدالولی سلفی، بنگال، مولانا عبدالرزاق سلفی، بنگال، مولانا سیف الاسلام سلفی، بہار، مولانا ممتاز اشرف سلفی، وغیرہم۔

میدان عمل میں: سلفی صاحب نے جامعہ سلفیہ سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد سب سے پہلے تدریس سے اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ مئو کے محلّہ کھیدو پورہ میں واقع قدیم دینی درسگاہ جامعہ محمدیہ میں خدمت انجام دینی شروع کی۔ اس ادارے میں آپ نے لگ بھگ ایک سال تک طلبہ کو مستفید فرمایا۔ اس اثنا میں مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ کی دوررس نگاہوں نے آپ کے اندر چھپے تخلیقی جوہر کو بھانپ لیا اور آپ کو الدار السّلفیہ ممبئی سے مربوط ہونے کی پیشکش کی۔ مولانا سلفی نے ندوی صاحب کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے عروس البلاد شہر ممبئی میں پڑاؤ ڈال دیا، اور عرصہ ۱۴/برس تک بحث و تحقیق اور ترجمہ و تالیف میں مشغول رہے۔

اس طرح کے شخصی اداروں سے اس طویل عرصے تک وابستہ رہنا اور ہر طرح کے سرد و گرم حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے کام کرتے جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ ایک متحمل مزاج اور وسیع القلب انسان تھے۔ آپ نے بحث و تحقیق کی وسیع و عریض دنیا میں پہلی بار قدم رکھا اور خاموشی اور مستقل مزاجی کے ساتھ سفر جاری رکھا۔ چودہ سال میں آپ نے ادارہ کو بہت کچھ دیا اور ساتھ ہی بہت کچھ سیکھا بھی۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر عبدالعلی ازہری رحمہ اللہ بھی ادارہ سے جڑے۔ مولانا نے ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی اور نگرانی سے خوب خوب استفادہ کیا۔ مولانا اس تعلق سے خود لکھتے ہیں:

”....آپ (ڈاکٹر عبدالعلی ازہری) کے اس شعبے کے منصب ادارت پر فائز ہونے سے الدار السّلفیہ کا وقار مزید بلند ہوا، اس طرح ڈاکٹر صاحب کی زیر نگرانی تحقیق و تخریج میں دل چسپی رکھنے والے اہل علم کی ایک ٹیم نادر مخطوطات کی تحقیق و تخریج کا کام انجام دینے لگی۔ اس معاون ٹیم میں ڈاکٹر ازہری صاحب نے راقم حروف کو سر فہرست رکھا اور حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ و تصحیح کے کام کے ساتھ مجھ میں تحقیقی ذوق و شعور پیدا کرنے میں ڈاکٹر صاحب کی کرم فرمائیوں کا زبردست ہاتھ رہا ہے اور اس میدان میں مجھے جو کچھ حاصل ہوا وہ ڈاکٹر صاحب کی توجیہات وارشادات کا رہین منت ہے، فللہ الحمد والمنۃ۔“ (مجلّہ صوت الحق، مالیگاؤں، اپریل-مئی ۲۰۱۰ء)

الدار السّلفیہ میں آپ کے ذمہ مختلف نوعیت کے کام سپرد ہوتے تھے، جن میں ادارہ سے شائع ہونے والی کتابوں پر نظر ثانی و تصحیح، عربی کتابوں کا اردو ترجمہ، عربی کتابوں کی تحقیق و تخریج وغیرہ شامل ہیں۔ بہت سارا کام آپ نے ادارے میں برسر عمل اہل علم کے اشتراک سے بھی کیا اور بیشتر مستقلاً۔ الدار السّلفیہ کی ۱۴/سالہ زندگی میں آپ کے تراجم و تحقیقات و تصنیفات کا تذکرہ آپ کی علمی خدمات کے ضمن میں آگے آئے گا۔

بحرین کا سفر: مستقل مکان ہر متاہل انسان کی ضرورت ہے۔ مولانا ممبئی قیام کے دوران اکثر اپنی فیملی کو ساتھ رکھتے تھے۔ بعض اوقات فیملی مئو میں اور آپ ممبئی میں ہوتے۔ وقت گذرنے اور اولاد کی بڑھتی تعداد سے مکان کی تعمیر کی ضرورت شدید سے شدید تر ہوگئی۔ آپ نے اس ضرورت کی تکمیل کے لیے دو سال کے لیے بیرون ملک کام کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ آپ نے بحرین کا سفر کیا اور وہاں دعوت وارشاد کے کام کے ساتھ بحث و تحقیق کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ وہاں پر علم حدیث سے خصوصی شغف رکھنے والے شیخ نظام یعقوبی کے مکتبہ سے بھی آپ منسلک رہے اور متعدد کتابوں کی تحقیق کی۔ شیخ نظام یعقوبی آپ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ کویت میں سماع حدیث کی جو مجلسیں منعقد ہوتی تھیں اور والد صاحب رحمہ اللہ بھی ان مجلسوں میں مدعو کیے جاتے تھے ان مجالس میں شیخ نظام برابر اول تا آخر شریک رہتے۔ جب انہیں مولانا ضیاء الحسن صاحب سے ہمارے رشتے کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ ہر بار مولانا کی خیریت دریافت کرتے، اور انہیں سلام عرض کرنے کا حکم دیتے۔

بحرین کے سرکاری محکمہ ”ادارۃ الاوقاف السنیۃ“ میں آپ مرشد دینی کی حیثیت سے تین سال تک دعوتی خدمت انجام دیتے رہے۔ منامہ بحرین میں واقع مرکز الفرقان للتعلیم والتربیہ کے تاسیسی ممبر بھی تھے۔ مکتبہ نظام الیعقوبی کا کام الگ تھا۔

۱۹۹۷ء میں بحرین کو خیرباد کہہ کر وطن مالوف میں پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں الدار السّلفیہ (جو افسوس کہ مرحوم ہو چکا ہے) یا اس جیسا کوئی تحقیقی و تصنیفی ادارہ نہ تھا نہ ہے جس سے بحث و تحقیق کے ماہرین جڑیں اور ادارہ ان کے تجربات سے استفادہ کرے اور ان کی سرپرستی کرے۔ بعض مدارس میں ”ادارہ تحقیقات اسلامی“ کا لمبا چوڑا بورڈ ضرور لگا ہوتا ہے جو آسمان سے باتیں کر رہا ہوتا ہے، زمین سے اس کا کوئی ناطہ نہیں ہوا کرتا۔ تحریر و تصنیف کا ذوق رکھنے والے اپنا خون جگر جلا کر کام کرتے ہیں جو بعد میں ادارہ یا جماعت کی کارگزاریوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسا ہی حال شعبہ دعوت و ارشاد کا ہوتا ہے۔ الغرض اہل علم کے لیے مدارس میں درس و تدریس کے روٹینی عمل کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔

مئو پہنچنے کے بعد مولانا نے اپنے آپ کو مادر علمی جامعہ عالیہ عربیہ کے حوالے کر دیا۔ یہاں آپ تقریباً ۱۷/سال کے انقطاع کے بعد مسند تدریس پر دوبارہ فروکش

ہوئے اور طالبان علوم نبوت کی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے یہاں پر مختلف اوقات میں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب وغیرہ کی کتابوں کا درس دیا۔ بعد میں جب مدرسہ میں لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لیے نسواں شعبہ کا قیام عمل میں آیا تو طلبہ کے ساتھ طالبات کی تدریس بھی آپ کے ذمہ کی گئی۔ دو دہائی سے زیادہ عرصے تک آپ نے طلبہ وطالبات کو فیض پہنچایا۔ ۲۰۲۱ء میں جب آپ کے اوپر مرض کا حملہ ہوا اور آپ کی یادداشت متاثر ہو گئی تو اس عمل سے آپ کو سبک دوش ہونا پڑا۔ اسی وقت سے آپ کا قلم بھی رکا تو رکا رہ گیا۔

اس طویل وقفہ میں آپ سے ہزاروں طلبہ وطالبات نے کسب فیض کیا۔ چند مشہور تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر حافظ کاشف جمال (صاحب زادہ) مولانا عبدالرحمٰن یحییٰ عالی ریاضی، مولانا فوزان انصاری عالی، مولانا عطاء الرحمٰن عالی مدنی (یہ چاروں تلامذہ فی الحال جامعہ عالیہ عربیہ میں مدرس ہیں) ڈاکٹر طلحہ فرحان ندوی (مولانا آزاد یونیورسٹی حیدرآباد) ڈاکٹر حماد ظفر (آئی. پی. او. ایس) ڈاکٹر محمد احتشام سلفی (انڈین کونسلیٹ، جدہ) ڈاکٹر نوشاد منور عالی، وغیرہم۔

دعـوت و ارشـاد: تدریسی اور تحقیقی عمل کے ساتھ ہی سلفی صاحب منبرو محراب اور دعوت وارشاد کے لیے وقت نکالتے تھے۔ شہر کی مختلف مساجد میں جمعہ کے خطبے کے لیے آپ کو مدعو کیا جاتا۔ قرآن اور حدیث کے دروس کا بھی اہتمام کرتے۔ ہمارے مکان سے متصل جامع مسجد اہل حدیث (کساری) میں ہر ہفتہ خطیب کی تلاش ذمہ داران کے لیے پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھی، ۲۰۰۰ء یا ۲۰۰۱ء میں ایک روز مسجد ہی میں مصلیان کی میٹنگ ہوئی، مختلف ناموں پر غور وخوض کے بعد قرعہ فال مولانا مرحوم اور راقم الحروف کے نام نکلا، اور یہ طے پایا کہ باری باری یہی دونوں لوگ جمعہ کا خطبہ دیں گے۔ ۲۰۰۳ء میں جامعہ سلفیہ بنارس منتقل ہونے کے بعد میرا خطبہ تو چھٹیوں تک محدود ہو گیا، لیکن مولانا پوری پابندی کے ساتھ اپنی باری پر یہ ذمہ داری نبھاتے رہے۔

تقریباً ایک دہائی قبل آپ کے دولت خانہ کے چند قدم فاصلے پر ایک اہل حدیث مسجد کی تعمیر ہوئی تو اس مسجد پر بھی امامت وخطابت سے وابستہ رہے۔ ۲۰۰۸ء میں آپ کو شہری جمعیت اہل حدیث مئو کا امیر منتخب کیا گیا۔ جمعیت کے پلیٹ فارم سے بھی آپ نے دعوت وارشاد کا خوب کام کیا بالخصوص ہفتہ واری پروگراموں میں خطاب کا سلسلہ برابر قائم رکھا۔ ممبئی میں قیام کے دوران تقریباً ۱۰؍سالوں تک بنگالی مسجد میں درس دیتے رہے اور کبھی کبھی خطبہ جمعہ بھی۔ بحرین میں تین سالہ قیام کے دوران بھی دعوت واصلاح کا عمل سرفہرست رہا۔ تقبل اللہ جهوده۔

بـحـث و تـحـقـيـق اور ترجمه و تاليف: آپ کا تحقیقی سفر الدار السلفیہ ممبئی سے شروع ہوا اور ۲۰۲۱ء میں ذہن متاثر ہونے تک بلا انقطاع جاری رہا۔ ان چار دہائیوں میں آپ نے قلم کے خوب خوب جوہر دکھلائے۔ قلم کے عمل سے جنون کی حد تک آپ کو شغف تھا۔ ایک کام ختم نہیں ہوتا کہ دوسرے کا آغاز ہو جاتا۔ اور اکثر وبیشتر کئی کام بیک وقت ساتھ ساتھ انجام پاتے رہتے۔ معلّمی کے پیشے سے جڑنے اور نصف یوم کی ڈیوٹی کے بعد بقیہ اوقات قلم وقرطاس ہی سے تعلق رکھتے۔ تدریس کے تھکا دینے والے عمل کے بعد کتابوں میں سر کھپانا اور داد تحقیق دینا کس قدر محنت طلب اور پر مشقت کام ہے اس کا اندازہ اس میدان سے دلچسپی رکھنے والے ہی کر سکتے ہیں۔

مولانا کی علمی خدمات کثیر ومتنوع ہیں جنھیں درج ذیل شعبوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

عربی کتب کی تحقیق وتخریج اردو کتب کی تحقیق وتخریج عربی سے اردو ترجمہ وتوضیح

مستقل تصنیف مقالات ومضامین

آپ کی تخلیقات کی تعداد پچاس کے قریب ہے جن میں سے ۴؍جلدوں اور ۱۳؍جلدوں والی تخلیقات بھی ہیں۔

ان کتب ورسائل کے ناموں کی فہرست مع صفحات، ناشر وسن طبع درج ذیل ہے:

عربی کتب کی تحقیق وتخریج:

۱۔ كتاب الجامع لشعب الإيمان، بيهقي، آخر کے ۱۳؍اجزاء، الدار السلفیہ ممبئی، وزارۃ الاوقاف قطر ۱۴۰۸ھ

۲۔ كتاب الزهد، أبو داود السجستاني، الدار السلفیہ ممبئی، وزارۃ الاوقاف قطر ۱۴۱۱ھ ۱۴۲۹ھ

۳۔ كتاب الرضا عن الله بقضائه ۱۸۰، الدار السلفیہ ممبئی ۱۴۱۲ھ

۴۔ قرى الضيف، لابن أبي الدنيا ۲۰۰، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۳ھ

۵۔ ذكر اسم كل صحابي روى عن رسول الله ﷺ أمرا أو نهيا ۳۵۰، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۴ھ

۶۔ جزء من الرواة عن مسلم بن الحجاج القشيري، ۱۹۰، دار ابن حزم بیروت، ۱۴۱۴ھ

۷۔ موطا إمام مالك برواية سويد بن سعد (الجزء الثاني)، ۱؍جزء، وزارۃ العدل والشؤون الاسلامیہ بحرین، ۱۴۱۵ھ

۸۔ أسماء شيوخ مالك لابن خلفون الأندلسي، ۳۶۵، وزارۃ العدل والشؤون الاسلامیہ بحرین، ۱۴۱۹ھ

۹۔ الأجوبة المرضية لمن سأل عن الأحاديث النبوية، وزارۃ العدل والشؤون الاسلامیہ بحرین۔ زیر طبع

۱۰۔ درء اللوم والضيم في صوم يوم الغيم، غیر مطبوع

اردو کتب کی تحقیق وتخریج:

۱۱۔دعوۃ الداع إلی إیثار الاتباع علی الابتداع (نواب صدیق حسن)۲۰۸،مکتبہ الفہیم مئو۲۰۰۵ء

۱۲۔تذکیر الکل بتفسیر الفاتحۃ وأربع قل (نواب صدیق حسن)۸۰،مکتبہ الفہیم مئو۔۲۰۰۷ء

۱۳۔إخلاد الفؤاد إلی توحید رب العباد(نواب صدیق حسن)،۴۸،مکتبہ الفہیم مئو۔۲۰۰۷ء

۱۴۔خلق الإنسان (انسان اپنے آپ کو پہچان)(نواب صدیق حسن) ۲۵،مکتبہ الفہیم مئو،۲۰۰۸ء

۱۵۔اہل حدیث کا مذہب(مولانا ثناء اللہ امرتسری)۱۲۸،مکتبہ الفہیم مئو،۲۰۰۹ء

۱۶۔کلمہ طیبہ(مولانا ثناء اللہ امرتسری)۴۸،مکتبہ الفہیم مئو۔۲۰۰۹ء

۱۷۔حدیث الغاشیۃ عن الفتن الخالیۃ والفاشیۃ(نواب صدیق حسن)۲۴۸،الکتاب انٹرنیشنل،دہلی۔۲۰۰۹ء

۱۸۔غربت اسلام کے حقیقی اسباب،(نواب صدیق حسن)،۱۳۶،مکتبہ الفہیم مئو،۲۰۱۲ء

۱۹۔حج مسنون(مولانا مختار احمد ندوی)۔۲۳۲،مختار فاؤنڈیشن ممبئی۲۰۱۲ء

۲۰۔کتاب الدعاء،(مولانا مختار احمد ندوی)۲۲۰،مختار فاؤنڈیشن ممبئی،۲۰۱۲ء

۲۱۔نماز مسنون،(مولانا مختار احمد ندوی)۳۲،مختار فاؤنڈیشن ممبئی۔۲۰۱۲ء

۲۲۔صلاۃ النبی ﷺ(مولانا مختار احمد ندوی)۱۵۲،مختار فاؤنڈیشن ممبئی۔۲۰۱۳ء

۲۳۔روزہ کے احکام ومسائل،(مولانا مختار احمد ندوی)۱۸۰،مختار فاؤنڈیشن ممبئی۲۰۱۷ء

۲۴۔مجموعہ رسائل شیخ عبداللہ بن زید المحمود۔۸۱۶،مختار فاؤنڈیشن ممبئی،۲۰۱۸ء

۲۵۔تفسیر ستاری،مکتبہ دارالسلام ممبئی،۲۰۲۰ء

۲۶۔الحزب المقبول۴۳۰،زیر طبع

۲۷۔فتاوی ستاریہ جزءدوم۔زیر طبع

۲۸۔چہل حدیث علامہ داودراز۵۰غیر مطبوع

تالیفات وتصنیفات: ۲۹۔الشموس البازغۃ في شرح البلاغۃ الواضحۃ،۳۸۴،مکتبہ الفہیم مئو(دوسرا ایڈیشن)۲۰۰۴ء

۳۰۔فہارس أعلام کتاب المصنف لابن أبي شیبۃ،۳۸۰،الدار السلفیہ ممبئی۔۲۰۰۶ء

۳۱۔پیام اجل،۱۷۶۔الکتاب انٹرنیشنل،دہلی۔۲۰۰۹ء

۳۲۔سواد اعظم کا تحقیقی جائزہ۔۴۸،مکتبہ الفہیم مئو(دوسرا ایڈیشن)۲۰۱۰ء

۳۳۔مجموعہ صحاح مشکوۃ المصابیح(۴/جلدیں)۔۲۱۷۲،مکتبہ الفہیم مئو،مکتبہ دارالسلام ممبئی،۲۰۱۲ء

۳۴۔شب براءت کی حقیقت،۲۴،مکتبہ الفہیم مئو(دوسرا ایڈیشن)۔۲۰۱۲ء

۳۵۔سجادین(ہندی)،۳۵۰،لجنۃ القارۃ الہندیۃ،الکویت۔۲۰۱۳ء

۳۶۔خطبۂ حاجہ کی مشروعیت ومعنویت۔۱۱۱،مکتبہ الفہیم مئو۔۲۰۱۴ء

۳۷۔الإتقان في مجموعۃ صحاح شعب الإیمان (۴/اجزاء)،۲۶۰۰،مکتبہ نعیمیہ مئو۔۲۰۱۴ء

۳۸۔ذخیرۃ العقبی في التحشیۃ علی السنن المجتبی (۲/اجزء)۱۳۵۶،مکتبہ دارالسلام ممبئی۔۲۰۲۰ء

۳۹۔تھذیب وتلخیص شرح العقیدۃ الطحاویۃ (۲/اجزاء)،۶۵۷۔غیر مطبوع

۴۰۔عریانیت کے اسباب ومظاہر اور خطرات،غیر مطبوع

۴۱۔اسلام دین فطرت۔غیر مطبوع

ترجمہ وتوضیح:

۴۳۔دس اہم دینی مسائل(احمد بن حجر آل بوطامی)۔۲۱۵،الدار السلفیہ ممبئی،۱۹۸۶ء

۴۴۔لا الہ الا اللہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے (ڈاکٹر بشر بن فہد البشر)،۸۶،ادارہ تحقیقات اسلامی،جامعہ عالیہ عربیہ مئو۔۲۰۰۴ء

۴۵۔تحفۂ ماہ رمضان۲۰،مکتبہ الفہیم مئو۔۲۰۱۰ء

۴۶۔تزکیہ قلب مومن،نواب صدیق حسن خاں بھوپالی۔۳۱۱،دار الکتب الاسلامیہ دہلی۔۲۰۱۲ء

۴۷۔تیسیر الکریم الرحمن بتفسیر کلام المنان(تفسیر سعدی) (نصف)

۴۸۔المنہج الأسنی في شرح أسماء اللہ الحسنیٰ

۴۹۔نواب صدیق حسن خاں کی دعوت اور ان کا انداز احتساب

اس طویل فہرست میں سے بعض کتابوں سے متعلق کچھ تفصیل عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

شعب الایمان بیہقی کی تحقیق: یہ کتاب۲۰/جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کے اول سات اجزاء کی تحقیق ڈاکٹر عبدالعلی ازہری رحمہ اللہ نے کی تھی۔الدار السلفیہ سے ان کی بوجوہ علیحدگی کے بعد یہ ذمہ داری مولانا کے کندھوں پر ڈالی گئی۔چونکہ مولانا ڈاکٹر صاحب کی نگرانی میں کام کر چکے تھے اور آپ سے بہت کچھ تربیت حاصل کر چکے تھے اس لیے ڈاکٹر صاحب کے بعد اس عمل کے لیے آپ سے زیادہ مناسب کوئی اور نہیں تھا،البتہ وعدے کے باوجود مولانا کا نام بحیثیت محقق کتاب کے ٹائٹل پر نہ آ سکا جس کا آپ کو بے حد ملال تھا۔مولانا خود رقم طراز ہیں:

''.....نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر (عبدالعلی ازہری) صاحب یہاں سے اپنی زندگی کی کشتیِ ارماں کو جلا کر جانے پر مجبور ہوگئے اور ساتویں جلد کے بعد یہ منصوبہ کشمکش کا شکار ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب کی عدم موجودگی الدار السّلفیہ کے لیے سوہان روح ثابت ہوئی۔ اس نازک موقع پر میں نے آگے بڑھ کر عزم و ہمت کے ساتھ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے پر آمادگی ظاہر کی۔ مولانا (مختار صاحب) نے اس پر اپنی آمادگی ظاہر کی اور وعدہ کیا کہ تحقیق و تخریج کا کام کریں، آپ کا نام ٹائٹل پر دیا جائے گا۔ میں پورے عزم و حوصلہ کے ساتھ اس کام پر لگ گیا اور ڈاکٹر صاحب کے متعینہ منہج تحقیق کو اپنا کر آٹھویں جلد تیار کر کے دے دی اور میرے نام سے ٹائٹل بھی بن گیا لیکن اکرم مختار صاحب کی التجا پر محقق کی جگہ مولانا محترم کا نام طبع ہوا اس توجیہ کے ساتھ کہ مارکیٹ میں نیا نام قابل قبول نہیں ہے۔ اس طرح تاجرانہ ذہنیت کو بروئے کار لاتے ہوئے علمی استحصال کیا گیا جو مولانا کی شخصیت کے لیے مناسب نہیں تھا۔ اللہ معاف فرمائے۔ آمین۔''

۱۹۸۹/۴/۲۰ء کو ممبئی سے مدینہ میرے نام اپنے خط میں مولانا لکھتے ہیں:

''ادھر ڈاکٹر عبدالعلی صاحب کے ادارہ الدار السّلفیہ چھوڑنے کے بعد تمام تر ذمہ داری اپنے سر آپڑی ہے، اس لیے لازمی طور پر مصروفیات بڑھ گئی ہیں۔ آج کل شعب الایمان پر تحقیق کا کام چل رہا ہے۔ الجزء السابع تک تحقیق کا کام ڈاکٹر صاحب نے کیا تھا۔ جزء ثامن سے میری تحقیق و تخریج ہے...''

یہ سب باتیں اس لیے نقل کی جا رہی ہیں تاکہ سند رہیں اور نام اور کام کے فرق کو سمجھنے میں مدد ملے۔ ساتھ ہی ارباب قلم کا ارباب اختیار کے ہاتھوں کن کن طریقوں سے استحصال ہوتا ہے اس کا بھی اندازہ لگایا جا سکے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شعب الایمان کی ۲۰/جلدوں میں سے آخر کی ۱۳/جلدوں پر کام مولانا کا ہے، نام بھلے نہ ہو۔

کچھ مزید: الدار السّلفیہ میں خدمت انجام دینے کے دوران اپنی ذاتی دلچسپی اور شوق سے اپنے طور پر بھی کچھ تحقیقی کام کیے جو ادارہ کی طرف سے مفوضہ کاموں کے علاوہ تھے۔ ۱۹۸۹/۴/۲۰ء والے اپنے خط میں شعب الایمان کے تذکرے کے بعد آپ لکھتے ہیں: ''.......علاوہ ازیں دوسرے ٹائم میں امام نسائی کی کتاب الزینہ پر تحقیق و تعلیق کا کام کر رہا ہوں، وہ بھی عید کے بعد ان شاء اللہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آجائے گی۔''

۱۹۹۳/۱۲/۲۰ء کے خط میں اپنی مصروفیات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرا ایک کام تو پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا، یعنی مسند عائشہ والا، اور ادارہ کو سپرد کیا ہے کہ وہیں سے زیور طباعت سے آراستہ ہو، اور دوسرا بڑا کام جو رجال پر تھا اس کی تنقیح و تہذیب کا کام چل رہا ہے اور امید ہے کہ ایک مہینے کے اندر وہ بھی طباعت کے لائق ہوجائے گا۔ یہ ذاتی کام تھا۔ اور ادارہ سے متعلق ایک بڑا کام جو فتوی سے متعلق ہے، علامہ سخاوی کی ''تصنیف الفتاوی الحدیثیۃ'' کے نسخ کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچنے والا ہے۔ یہ تقریبا تین جلدوں میں طبع ہو کر منظر عام پر آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ ساتھ ہی ادارہ سے ایک رسالہ تحقیق کے موضوع پر طبع ہونے والا ہے جس کا نام ہے ''**المنهج الدقيق في أصول التخريج والتحقيق**'' ان شاء اللہ العزیز۔ سردست یہ مصروفیات ہیں....آپ براہ کرم جناب عزیر شمس کا پورا پتہ تحریر کرنے کی زحمت کریں، عین نوازش ہوگی، کیوں کہ چند اسماء جو مجہول ہیں، جن سے واقفیت حاصل نہ ہو سکی، بسیار تلاش و جستجو کے بعد بھی ان سے متعلق کوئی معلومات نہ حاصل ہو سکی تو اہل علم اور خاص طور پر رجال میں ماہر حضرات کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنی معلومات فراہم کریں۔ اسی سلسلے میں عزیر صاحب کا پتہ بھی مطلوب ہے۔''

ان خطوط میں بعض ایسی کتابوں پر آپ کے کام کا تذکرہ ہے جن کا فہرست میں نام درج نہیں ہے، مثلا: امام نسائی کی کتاب الزینۃ اور مسند عائشہ۔ آپ کے متعدد مقالات و مضامین بھی ہیں جن کی کوئی فہرست تیار نہیں کی جا سکی، کیوں کہ آپ کی وفات کے بعد بہ عجلت یہ سطور تیار کی گئی ہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

کلمات تحسین: نواب صدیق حسن بخاری قنوجی رحمہ اللہ کی متعدد کتب پر مولانا نے کام کیا ہے۔ ان میں سے کتاب ''**دعوة الداع إلى إيثار الاتباع على الابتداع**'' بھی ہے جس کی تسہیل مولانا نے ''اتباع سنت واجتناب بدعت کی اسلامی دعوت'' کے نام سے کیا ہے اور تخریج بھی کی ہے۔ کتاب پر ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری رحمہ اللہ کی تقدیم ہے۔ اس تقدیم میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''اس کتاب کی تسہیل و تخریج کے لیے محترم عارف محمدی صاحب نے جامعہ سلفیہ کے فاضل مولانا ضیاء الحسن سلفی حفظہ اللہ کی خدمات حاصل کی ہیں۔ اس انتخاب پر بھی موصوف مبارکباد کے مستحق ہیں، کیونکہ فاضل موصوف نے الدار السّلفیہ ممبئی میں محترم ڈاکٹر عبدالعلی ازہری حفظہ اللہ کی سرپرستی میں ایک عرصہ تک تحقیق و تالیف اور ترجمہ کی خدمت انجام دی ہے اور ان کی متعدد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ تحقیق و تخریج کے ان کے متعدد کام ایسے ہیں جن پر عرب دنیا کے علماء نے کلمات تحسین سے نوازا ہے۔'' (دعوۃ الداع، ص:٦)

زود نویسی: مولانا سلفی کے علمی کاموں کی فہرست پر ایک نظر ڈالیے، تخلیقات کے صفحات و مجلدات پر غور کیجیے۔ آپ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔ تدریسی اور دعوتی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے ساتھ علمی کاموں کے لیے کیسے وقت نکالتے تھے کہ تراجم و تصانیف کا ڈھیر لگا گئے۔ مجموعہ صحاح مشکاۃ ۴/ضخیم جلدیں، ۳۱۷۲ صفحات، مجموعہ صحاح شعب الایمان ۴/ضخیم جلدیں، ۴۶۰۰ صفحات، **ذخيرة العقبى**

في التحشية على السنن المجتبى (عربی) دوضخیم جلدیں، ۱۳۵۶؍صفحات، مجموعہ رسائل شیخ عبداللہ بن زید الحمود، ایک ضخیم جلد، ۸۱۶؍صفحات، الخ۔ آپ کس برق رفتاری سے کام کرتے تھے کہ اتنے کم وقت میں اور دیگر متنوع مصروفیات کے ساتھ اتنا بڑا علمی ذخیرہ چھوڑے، یقیناً یہ سب اللہ کی توفیق اور اس کی عطا کردہ برکت کا ثمرہ ہے۔ اس وادی پرخار کا راہی ہونے کے ناطے مجھے خوب اندازہ ہے کہ آپ نے ان کاموں کے لیے کتنی قربانیاں دی ہوں گی۔ شوگر اور دیگر کئی امراض کا شکار ہوتے ہوئے بھی آپ بلاتوقف اپنا تخلیقی سفر جاری رکھتے تھے اور علاج ومعالجہ کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دے پاتے تھے۔

عبدالقیوم کوڈیا سے تعلق: ممبئی میں قیام کے دوران عبدالقیوم کوڈیا سے تعارف ہوا۔ کوڈیا صاحب اصلا گجرات کے رہنے والے تھے۔ غرباء اہل حدیث سے تعلق تھا۔ مولانا عبدالجلیل سامرودی کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ غیور اہل حدیث تھے۔ علمی ودعوتی کاموں کے لیے بڑے متحمس تھے۔ کتب حدیث پر سلفی تحشیہ کے لیے بہت فکرمند رہتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالعلی ازہری سے بھی بڑی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ زرکثیر صرف کرکے بہت سی کتابیں طبع کرایا اور مفت تقسیم کیا۔ ترجمہ صحاح مشکاۃ اور ترجمہ صحاح شعب الایمان اور مولانا کے بہت سے علمی کاموں کے محرک تھے۔ ان سب کاموں کو ڈاکٹر عبدالعلی ازہری کی تجویز، مشورے اور سرپرستی میں انجام دلاتے تھے۔ تفسیر ستاری، اور فتاوی ستاریہ کا مراجعہ، **ذخيرة العقبى في التحشية على السنن المجتبى للنسائي** وغیرہ بھی آپ کی ترغیب وتشجیع کا نتیجہ تھے۔ کوڈیا صاحب کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سلیم کوڈیا کا تعاون بھی آپ کو حاصل رہا۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن پریوائی صاحب کی تحریک اور ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری کے توسط سے عقیدہ کی کتاب "**المنهج الأسنى في شرح أسماء الله الحسنى**" کا ترجمہ اور تفسیر سعدی کے تقریباً نصف حصہ کا اردو ترجمہ کیا۔ شیخ عارف جاوید محمدی کی ترغیب وتحریک پر نواب صاحب کی متعدد تصانیف کی تحقیق، تخریج وترجمہ کیا۔ اس کے علاوہ مولانا ندوی کی مختلف کتابوں اور رسالوں کو مراجعہ ونظر ثانی کے بعد شائع کروایا۔

آپ کی تحقیقات ہندوستان میں الدارالسلفیہ ممبئی، مکتبہ الفہیم مئو، الکتاب انٹرنیشنل دہلی، مختار فاؤنڈیشن ممبئی، مکتبہ دارالسلام ممبئی وغیرہ سے شائع ہوئیں۔ عربی تحقیقات وزارۃ الاوقاف قطر، دارابن حزم بیروت، وزارۃ العدل بحرین سے منظر عام پر آئیں۔

اہل وعیال: آپ کی شادی خانہ آبادی ہماری ہمشیرہ سے ہوئی جو کافی عرصے سے مدرسہ عالیہ نسواں میں بحیثیت معلّمہ خدمت انجام دے رہی ہیں۔ اولاد میں چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ تین بڑے بیٹے درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ چار لڑکوں کی شادی ہوچکی ہے۔ ۱۹؍دسمبر ۲۰۲۴ء کو آپ کے چھوٹے لڑکے کی شادی تھی۔ اسی کے صرف دوروز کے بعد آپ پر مرض کا شدید حملہ ہوا۔

علالت ووفات: سلفی صاحب کافی عرصے سے ذیابیطس کے مریض تھے۔ اس نوعیت کے مرض کے لیے دوا، پرہیز اور اکسرسائز تینوں چیزیں ضروری ہوتی ہیں۔ ان چیزوں کا اہتمام آپ ضرور کرتے تھے۔ لیکن علمی کاموں میں شدید انہماک کی وجہ سے بہت توجہ اور پابندی نہیں کرپاتے تھے۔ لاک ڈاؤن کے سال یعنی ۲۰۲۰ء میں کچھ مزید عوارض کا شکار ہوئے، جس کی وجہ سے آپ کے ذہن ودماغ پر اثر پڑا، علاج جاری تھا، مگر خاص افاقہ نہ ہوا۔ نتیجتا درس وتدریس سے سبک دوش ہوگئے۔ پھر قلم ساکت ہوا۔ آمد ورفت محدود ہوکر گھر سے مسجد تک رہ گئی۔ تقریباً ۶؍ماہ قبل سے نقاہت اور امراض نے یہ سلسلہ بھی روک دیا اور گھر کی چہار دیواری میں محصور ہوکر رہ گئے۔ ۲۱؍دسمبر کی صبح نیم بے ہوشی کی کیفیت آپ کے اوپر طاری ہوئی۔ بادی النظر میں فالج کا اثر لگ رہا تھا، مئو کے مختلف ہسپتالوں میں لے جایا گیا مگر ہر جگہ کیفیت دیکھ کر ایڈمٹ کرنے سے معذرت کردیا گیا۔ پھر آپ کو اعظم گڑھ کے میدانتا ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ وہاں معلوم ہوا کہ برین ہمرج کا معاملہ ہے۔ وہاں ۲۴؍گھنٹے گذرنے کے بعد کچھ بھی افاقہ نہ ہونے کے سبب ۲۲؍دسمبر کی شام آپ کو بنارس لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر ابوظفر کے ہاسپٹل میں آئی سی یو میں داخل کیے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کی خاص نگہداشت میں علاج چلتا رہا لیکن حالت جوں کی توں بنی رہی۔ مکمل ایک ہفتہ گذر گیا مگر آثار اچھے نظر نہیں آرہے تھے۔ ۳۰؍دسمبر کو ڈاکٹر سے اجازت لے کر دوپہر کے بعد آپ کے بجے آپ کو گھر کے لیے بذریعہ ایمبولنس نکلے۔ ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق مئو پہنچنے کے بعد ایک ہسپتال میں ایک دوروز رکھنے کے بعد گھر لے جانا تھا۔ مغرب سے کچھ پہلے جب مئو کے اسپتال میں پہنچے تو ڈاکٹر نے صورت حال دیکھ کر مایوسی کا اظہار کیا اور گھر لے جانے کا مشورہ دیا۔ گھر کے قریب پہنچ کر آپ کو ایمبولینس سے نکالتے وقت آپ نے آخری سانسیں لیں۔ ادھر ۳۰؍دسمبر ۲۰۲۴ء کا سورج غروب ہورہا تھا، ادھر علم وتحقیق کا آفتاب غروب ہوا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرے دن صبح ساڑھے دس بجے آپ کے بڑے صاحب زادے ڈاکٹر حافظ کاشف جمال کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور آبائی قبرستان واقع ڈومن پورہ پچھّم میں مدفون ہوئے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأدخله الفردوس الأعلى من الجنة.

☆☆☆

جماعتی خبریں

قدیم دینی درسگاہ جامعہ رحمانیہ بنارس کے سابق موقر استاذ، معتبر مصنف اور معروف صحافی بزرگ عالم دین ڈاکٹر خالد شفاء اللہ رحمانی صاحب کا انتقال پُر ملال: نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ قدیم دینی درسگاہ جامعہ رحمانیہ بنارس کے سابق موقر استاذ، معتبر مصنف اور معروف صحافی، معروف صاحب قلم مولانا ابوالقاسم فاروقی صاحب کے بڑے بھائی بزرگ عالم دین ڈاکٹر خالد شفاء اللہ رحمانی صاحب کا بتاریخ 28/ جنوری 2025ء بوقت تقریبا ساڑھے چار بجے صبح طویل علالت کے بعد بعمر تقریبا/ سال آبائی وطن پریوا نارائن پور، الہ آباد، یوپی میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ نیک طبع، خلیق وملنسار، علم دوست، طلبہ نواز اور علماء کے قدرداں تھے۔ جامعہ رحمانیہ بنارس کے فارغ التحصیل تھے۔ بنارس ہندو یونیورسٹی سے گریجویشن، ایم اے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی تھی، ایک طویل مدت تک اپنی مادر علمی جامعہ رحمانیہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ نے متعدد دینی ودعوتی کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے مسلم رابطہ کے نام سے ایک ہفتہ وار جاری کیا تھا۔ آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد ہے جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے میری شناسائی جامعہ سلفیہ بنارس میں طالب علمی کے زمانہ سے ہی تھی۔ ابھی کچھ دنوں قبل معروف زمانہ محقق ومصنف ڈاکٹر عبدالرحمن فریوائی صاحب حفظہ اللہ کے ساتھ آپ سے ملاقات ہوئی تھی اور عدیم الفرصتی کے باوجود جب بھی ادھر سے گزر ہوتا تھا تو ان سے ملاقات ہوجاتی تھی اور ڈاکٹر صاحب پیرانہ سالی کے باوجود پہچان لیتے تھے۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ، تین صاحب زادے حافظ محفوظ الرحمن، خالد کمال، عبدالمطلب اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔ نماز جنازہ اسی دن بوقت دو/ بجے دن پریوا نارائن پور میں ادا کی گئی۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، لغزشوں سے درگذر کرے، خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین۔ (دعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن مجلس عاملہ وشوری معروف تاجر الحاج عبد الرشید رحمہ اللہ مالیر کوٹلہ پنجاب کے منجھلے صاحبزادے جناب بلال رشید صاحب کا انتقال پُر ملال: نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق موقر رکن مجلس عاملہ وشوری اور معروف دینی، جماعتی، سماجی اور تجارتی شخصیت الحاج عبدالرشید مرحوم کے منجھلے صاحبزادے، معروف تاجر جناب طلحہ رشید اور یاسر رشید کے بھائی، معروف صنعت کار جناب اویس صاحب کے برادر نسبتی جناب بلال رشید صاحب کا بتاریخ 29/ جنوری 2025ء بوقت دس بجے شب طویل علالت کے بعد بعمر تقریبا 65/ سال آبائی وطن اسلام آباد، مالیر کوٹلہ پنجاب میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔
جناب بلال رشید صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ نیک طبع، خلیق وملنسار اور پابند صوم وصلاۃ تھے۔ پیشہ سے تاجر تھے اور تنفس کے مریض تھے۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ، تین صاحب زادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ نماز جنازہ 30/ جنوری 2025ء کو اجاڑ وتکیہ قبرستان، بائی پاس مالیر کوٹلہ میں 11:30 بجے دن ادا کی گئی۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، لغزشوں سے درگذر کرے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین۔ (شریک غم ودعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

ندوۃ المجاہدین (صوبائی جمعیت اہل حدیث) کیرالا کے ناظم اعلی بزرگ عالم دین ومعروف خطیب مولانا ایم محمد مدنی صاحب کا انتقال پُر ملال: نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ ندوۃ المجاہدین (صوبائی جمعیت اہل حدیث) کیرالا کے ناظم اعلی، کیرالا جمعیۃ العلماء کے صدر، کیرالا رؤیت ہلال کمیٹی کے چیئرمین، بزرگ عالم دین، معروف خطیب، باکمال معلم ومنتظم، کامیاب مناظر مولانا ایم محمد مدنی صاحب کا کل شام بتاریخ 30/ جنوری 2025ء بعمر تقریبا 79/ سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا ایم محمد مدنی صاحب کو اللہ تعالی نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ نیک طبع، خلیق وملنسار، علم دوست، طلبہ نواز اور علماء کے قدرداں تھے۔ آپ نے متعدد تعلیمی وتربیتی اداروں میں تدریسی وانتظامی خدمات انجام دیں۔ آپ پلیکل مدینۃ العلوم کے ریٹائرڈ پرنسپل تھے۔ معروف دینی وعصری دانشگاہ جامعہ ندوی کیرالا کے عمید رہے، سلام عربک کالج میں بھی بحیثیت پرنسپل خدمات انجام دیں۔ طویل مدت تک آئی ایم ایس کے ریاستی سکریٹری اور کوزی کوڈ کی خلیفہ مسجد کے خطیب رہے۔ انہوں نے 29/ مئی 1989ء کو قادیانیوں سے تاریخی مناظرہ ومباہلہ کیا تھا۔ آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد ہے جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ بلاشبہ آپ کا انتقال ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ ہے۔ آپ کے پسماندگان میں بیوہ، دولائق وفائق صاحب زادے ایم شبیر، فواز اور پانچ صاحبزادیاں ہیں جو آپ کی حسن تعلیم وتربیت کے آئینہ دار ہیں۔

نماز جنازہ آج بروز جمعہ بعد نماز عصر 4:30/ بجے شام جنوبی کوڈیا تھوڑ میں واقع مسجد المجاہدین کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ اللہ تعالی ان کی مغفرت فرمائے، لغزشوں سے درگذر کرے، خدمات کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، ان کو جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان عطا فرمائے اور ندوۃ المجاہدین کیرالا کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ (دعا گو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) (باقی صفحہ ۱۰ پر)

رمضان المبارک کے موقع پر اپنے صدقات و خیرات کا ایک حصہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف و مقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔اس کی دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتربیتی، علمی وتحقیقی، تحریری وصحافتی اور رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد، مختلف زبانوں میں جرائد ورسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی وتربیتی اورنصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہورہا ہے۔اہل حدیث کمپلیکس اوکھلائی دہلی کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل اوراہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسقیف (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعداہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکرگزار ہیں، پھر اپنے محسنین ومخلصین کے بھی، جنہوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اوراس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اوراگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔(آمین)

ڈرافٹ یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: اراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292